THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the November 27, 2023
(333rd Session)
Volume X, No.12
(Nos.01-12)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume X No.12 SP. X(12)/2023 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Introduction of [The Factories (Amendment) Bill, 2023] 3
4. Introduction of [The National Occupational Health and Safety Bill, 2023] 5
5. Introduction of [The Federal Institute of Management Sciences Bill, 2023] 8
6. Motion under Rule 218 moved by Senator Sania Nishtar regarding the lacunas in the wheat supply chain leading to shortage of wheat flour in the country 10
    - Senator Dilawar Khan 15
    - Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri 16
    - Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur 19
    - Senator Hidayat Ullah 20
    - Mr. Murtaza Solangi, Minister for Parliamentary Affairs 21
7. Motion under Rule 218 moved by Senator Samina Mumtaz Zehri regarding the need to regulate the production and sale of Baby Formula Milk and related products in the country 23
    - Senator Prof. Dr. Mehr Taj Roghani 24
    - Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur 26
    - Senator Syed Ali Zafar 28
    - Senator Fawzia Arshad 29
    - Senator Sana Jamali 31
    - Senator Khalida Sikandar Mandhro 32
    - Mr. Murtaza Solangi, Minister for Parliamentary Affairs 34
8. Motion under Rule 218 moved by Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur regarding the ways and means to control the non-developmental recurring expenditures of the Government 35
9. Motion under Rule 218 moved by Senator Kamran Murtaza regarding devaluation of Pakistani Rupee and shortage of US Dollars in the market38
    - Senator Mohsin Aziz 41
    - Senator Dr. Afnan Ullah Khan 44
    - Senator Danesh Kumar 45
    - Senator Mohsin Aziz 46
    - Senator Dilawar Khan 47
    - Senator Muhammad Humayun Mohmand 48
    - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House 52
    - Mr. Murtaza Solangi, Federal Minister for Parliamentary Affairs .. 60
10. Motion under Rule 115 moved by Senator Rana Mahmood ul Hassan for withdrawal of [The Pakistan Animal Science Council Bill, 2022] 62

11. Resolution moved by Senator Sania Nishtar to commemorate the World Humanitarian Day 62
12. Resolution moved by Senator Muhammad Talha Mahmood regarding present situation emerging in the areas of Dasu and Diamer Bhasha dams and across the board solutions for the problems arising from that situation 65
    - Senator Syed Ali Zafar 66
    - Senator Muhammad Talha Mehmood 67
13. Motion under Rule 278 moved by Senator Sania Nishtar regarding substitution of Rule 185 of the Rules of Procedures and Conduct of Business in the Senate, 2012 70
    - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House 78
    - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 79
14. Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Tahir Bizinjo regarding the alleged killing of a person under the custody of CTD in Turbat, Balochistan 79
15. Point of Public importance raised by Senator Manzoor Ahmad regarding the black sheep in the Police department 80
16. Point of Order raised by Senator Mohammad Ishaq Dar regarding amendment proposed to the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 83
17. Point of Public Importance raised by Senator Saadia Abbasi regarding honour killing of a girl in Mansehra 84

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, the November 27, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at three O'clock in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۷﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ
نَذِيْرًا ﴿۸﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى
بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (اور) ہم نے (اے محمدؐ) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے۔ تاکہ (مسلمانو) تم لوگ اللہ پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔ اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔

(سورۃ الفتح: آیات ۷ تا ۱۰)

Leave of Absence

جناب چیئر مین: سینٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۱۷تا ۲۴ نو مبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینٹر ولید اقبال صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۱۰تا ۱۲اور ۱۴، ۱۷، ۲۱اور ۲۴نو مبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینٹر ڈاکٹر مہر تاج روغانی صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۱۳اور ۱۴نو مبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۲۷ اور ۲۸نو مبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۲ تا ۲۷نو مبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۱۷ تا ۲۱نو مبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر نزہت صادق صاحبہ ناسازئ طبیعت کی بنا پر ۱۷ تا ۲۱ نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب ناسازئ طبیعت کی بنا پر گزشتہ ۳۳۲ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۳۱ اکتوبر اور یکم نومبر اور حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ ۲، ۱۳، ۱۷، ۲۱ اور ۲۴ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Order No.2 stands in the name of Senator Samina Mumtaz Zehri. She may please move it.

<u>Introduction of [The Factories (Amendment) Bill, 2023]</u>

Senator Samina Mumtaz Zehri: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Honourable Minister for Parliamentary Affairs, is it opposed?

Mr. Murtaza Solangi (Federal Minister for Parliamentary Affairs): No Sir.

جناب چیئرمین: کمیٹی کو بھجوادوں؟

جناب مرتضیٰ سولنگی: کمیٹی کو بھجوادیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Senator Samina may move Order No.3.

Senator Samina Mumtaz Zehri: I hereby introduce a Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee. Order No.4 stands in the name of Senator Mohsin Aziz. He may please move it.

Senator Mohsin Aziz: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Act, 1977 [The Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Honourable Minister for Parliamentary Affairs, is it opposed?

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب! ہم deferment کی درخواست کر رہے ہیں کیونکہ وزیر داخلہ صاحب ملک میں موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! اسے کمیٹی کے پاس بھجوا دیں، وہاں discuss ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کو بھیج دوں؟ Passage نہیں ہے، صرف کمیٹی جائے گا۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: ہماری درخواست تو deferment کی ہے، باقی آپ کی مرضی۔

سینیٹر محسن عزیز: یہ passage تو نہیں ہے۔ کمیٹی میں اس پر discussion ہو گی۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ وزارت نے کہا ہے کہ defer کر دیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! ویسے تو یہ آپ کا اختیار ہے لیکن اگر یہ کمیٹی میں چلا جائے تو وہاں اس کو oppose کرنا ہے یا جو بھی کرنا ہے، کر لیں۔ اسے وہاں کمیٹی میں جانے دیں۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب! ہمارے پاس درخواست تو deferment کی ہے لیکن آپ جو فیصلہ کریں۔

جناب چیئرمین: میں تو فیصلہ ہاؤس پر چھوڑتا ہوں۔

سینیٹر محسن عزیز: ہاؤس سے فیصلہ کروالیں۔ اگر ہاؤس defer کرتا ہے تو defer کر دیں، اگر بھجوانا چاہتا ہے تو بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: محسن صاحب! اگر یہ defer ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اگلے week میں جب سرفراز صاحب آجائیں گے تو اسے لگا دیں گے۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! ہمارے بہت سارے اور Bills بھی آرہے تھے۔

جناب چیئرمین: وہ بھی لگا دیں گے۔ کوئی issue نہیں ہے۔ Bills صرف آپ ہی دیتے ہیں، اور کوئی اتنی محنت نہیں کرتا۔ شکریہ محسن صاحب۔ اس بل کو ایک week کے لیے defer کر دیتے ہیں۔

We may now take up Order No.6 which stands in the name of honourable Senator Dr. Zarqa. She may please move it.

Introduction of [The National Occupational Health and Safety Bill, 2023]

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ ایکٹ کے تحت وضع کردہ شرائط و ضوابط کے نفاذ، محفوظ اور صحت مندانہ ماحول برائے ملازمت یقینی بنانے کے ضمن میں وفاقی حکومت کے زیر انتظام تنظیموں، اداروں اور جغرافیائی علاقوں کی جانچ پڑتال اور فروغ، پیشہ ورانہ صحت اور تحفظ کے شعبوں میں تحقیق، معلومات اور تعلیم و تربیت کے فروغ کے لیے ملازمت پیشہ افراد کے لیے محفوظ اور صحت مندانہ ماحول پیدا کرنے کے لیے قانون وضع کرنے کا ایک بل [قومی پیشہ ورانہ صحت اور تحفظ بل، ۲۰۲۳] پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Parliamentary Affairs, is it opposed?

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب! میرے پاس جو معلومات ہیں، اس کے مطابق وزارت نے یہ بل Ministry of Overseas کے لیے transfer کیا ہے۔ میرے پاس تو یہ جواب ہے۔

جناب چیئرمین: Overseas کے لیے transfer کیا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: میرے خیال میں یہ Labour کے under آتا ہے، Overseas کے under تو نہیں آئے گا۔

جناب چیئرمین: یہ Labour سے متعلق ہے لیکن وزارت basically, Overseas ہی ہے۔ اسلام آباد میں تو وہی ہے۔ اس کو کمیٹی کی طرف بھیج دیں کیونکہ discussion ادھر ہی ہو گی؟

جناب مرتضیٰ سولنگی: بھیج دیں جناب۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No.7 stands in the name of honourable Senator Dr. Zarqa; she may please move it.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: میں ایکٹ کے تحت وضع کردہ شرائط و ضوابط کے نفاذ، محفوظ اور صحت مندانہ ماحول برائے ملازمت یقینی بنانے کے ضمن میں وفاقی حکومت کے زیر انتظام تنظیموں، اداروں اور جغرافیائی علاقوں کی جانچ پڑتال اور فروغ، پیشہ ورانہ صحت اور تحفظ کے شعبوں میں تحقیق، معلومات اور تعلیم و تربیت کے فروغ کے لیے ملازمت پیشہ افراد کے لیے محفوظ اور صحت مندانہ ماحول پیدا کرنے کے لیے قانون وضع کرنے کا ایک بل [قومی پیشہ ورانہ صحت اور تحفظ بل، ۲۰۲۳] پیش کرتی ہوں۔

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No.8 stands in the name of Senator Samina Mumtaz Zehri; she may please move it.

Senator Samina Mumtaz Zehri: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Guardians and Wards Act, 1890 [The Guardians and Wards (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Honourable Minister for Parliamentary Affairs, is it opposed?

جناب مرتضٰی سولنگی: چیئرمین صاحب ! چونکہ یہ بل وزارتِ داخلہ سے متعلق ہے، انہوں نے یہی درخواست کی ہے کہ اس کو defer کیا جائے جب تک منسٹر صاحب خود نہیں آ جاتے۔

جناب چیئرمین: ایک ہفتے کے لیے کر دیتے ہیں کیونکہ سرفراز بگٹی صاحب نے گزارش کی ہے۔ اس کو drop کریں۔

Now, we take up Order No.10 which stands in the name of Senator Mohsin Aziz. He may please move it.

Senator Mohsin Aziz: I hereby move for leave to introduce a Bill further to amend the Provincial Motor Vehicles Ordinance, 1965 [The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Honourable Minister for Parliamentary Affairs, please.

جناب مرتضٰی سولنگی: جناب چیئرمین ! وہی مجبوری ہے، deferment ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تو آج شاعری ہو گئی ہے۔ جی محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب ! میری بھی مجبوری ہے۔ ہمارے لیے بھی کوئی تھوڑی سی خاطر کر دیں۔ اگر ان کی مجبوری ہے تو یہ میرے سارے کے سارے Bills defer کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ بھی تو اپنی کمیٹی کے متعلق Bills ہی لاتے ہیں۔ اس کو بھی defer کر دیں۔ منسٹر صاحب آ جائیں گے تو اس کو اگلے week میں لے لیں گے۔

سینیٹر محسن عزیز: میری وزیر پارلیمانی امور سے request ہے کہ ان سے permission لے لیا کریں۔ یہ تو بری بات ہے کہ وہ خود بھی تشریف نہیں لاتے۔

جناب چیئرمین: ویسے وہ ہاؤس میں ہی ہوتے ہیں۔ آج پہلی مرتبہ اگر نہیں ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، لے لیں گے۔

Order No.12 stands in the name of Senator Samina Mumtaz Zehri. She may please move it.

Senator Samina Mumtaz Zehri: I hereby move for leave to introduce a Bill further to amend the Prevention of Electronic Crimes Act, 2016 [The Prevention of Electronic Crimes (Amendment) Bill, 2023].

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! اس کا تو تعلق آپ سے ہی ہے اور امید ہے کہ کمیٹی میں چلا جائے گا۔ کیا اسے oppose کر رہے ہیں؟

جناب مرتضیٰ سولنگی: پتا نہیں جناب! میرے پاس جو لسٹ ہے، اس میں تو لکھا ہوا ہے کہ یہ وزارت داخلہ سے متعلق ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح کہہ رہے ہیں یہ وزارت داخلہ سے متعلق ہے۔ یہ بھی defer ہو رہا ہے۔ آرڈر نمبر 14 بھی اسی طرح کا ہے۔ محسن عزیز! آرڈر نمبر 16 بھی وزارت داخلہ سے متعلق ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں آپ لوگوں کو بتا دوں کہ محسن عزیز اس کے بعد لڑنے پہ آ جائیں گے، کچھ تو ان کا کر دیں۔ آرڈر نمبر 18۔ سینیٹر محسن عزیز! کیا یہ بھی اسی طرح کا ہے؟ نارکوٹکس بھی انہی کے پاس، سرفراز بگٹی صاحب کے پاس ہے۔ یہ تو ابھی آپ نے خود defer کر دیا۔ شکریہ۔

Order No. 20. Senators Dilawar Khan and Naseebullah Bazai, Yes Dilawar Khan Sahib.

Introduction of [The Federal Institute of Management Sciences Bill, 2023]

Senator Dilawar Khan: Sir, I Senator Dilawar Khan and Senator Naseebullah Bazai, move for leave to introduce a Bill to provide for the establishment of the Federal Institute of Management Sciences [The Federal Institute of Management Sciences, Bill, 2023].

Mr. Chairman: Is it opposed?

جناب مرتضیٰ سولنگی (نگران وزیر برائے پارلیمانی امور): ہم اس Bill کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کا institute وفاق میں HEC کے تحت آتا ہے۔ اس کے لیے جو لوازمات جیسے NOC لینا، feasibility study etc., یہ تمام چیزیں پوری نہیں کی گئیں۔ اس لیے HEC اس Bill کی حمایت کرنے سے قاصر ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تو ابھی کمیٹی میں جائے گا، اُدھر NOC وغیرہ لیں گے۔

سینیٹر دلاور خان: وزیر صاحب! اس کو آگے کمیٹی میں بھیج دیں، وہاں اگر لوازمات پورے نہیں ہوں گے تو پھر واپس کر دیں گے، اگر یہ پورے ہیں تو accept کر کے واپس یہ passage کے لیے ایوان میں آ جائے گا۔

جناب چیئرمین: عرفان صدیقی صاحب! چیئرمین کمیٹی بھی آ گئے ہیں۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب والا! مجھے جو بتایا گیا ہے کہ یہ مختلف phases کا ایک عمل ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو کمیٹی بھیج دیں؟ ایوان کہہ رہا ہے کہ اسے کمیٹی میں بھیج دیں۔

I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Order No. 21, Senator Dilawar Khan, please move Order No. 21.

Senator Dilawar Khan: Sir, I Senator Dilawar Khan and Senator Naseebullah Bazai, introduce the Bill to provide for the establishment of the Federal Institute of Management Sciences [The Federal Institute of Management Sciences Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the standing committee concerned.

(Interruption)

جناب چیئرمین: آپ کا کون سا Bill ہے؟

سینیٹر منظور احمد: جناب والا! میرا Bill تھا۔

جناب چیئرمین: اگلے ہفتے لے لیں گے، کیا ہے۔

سینیٹر منظور احمد: جناب والا! اس ہفتے لے لیں اور اسے کمیٹی کو refer کر دیں، اس کے بعد اُس پر وہاں جو بھی ہو۔

جناب چیئرمین: ابھی میں agenda لے لوں، اس کے بعد اسے بھی لے لیتے ہیں۔

Order No.22, Senator Rana Mahmood ul Hassan, please move Order No.22. Not present. Order No.24, Senator Sania Nishtar, please move Order No.24.

Motion under Rule 218 moved by Senator Sania Nishtar regarding the lacunas in the wheat supply chain leading to shortage of wheat flour in the country

سینیٹر ثانیہ نشتر: شکریہ، جناب چیئرمین! یہ motion گندم کے بحران سے متعلق ہے اور میں نے یہ motion اُس وقت table کیا تھا جب گندم کا بحران تھا، مارکیٹ میں گندم نہیں تھی، قیمتیں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔ اس وقت exactly یہ situation نہیں ہے لیکن چونکہ یہ صورت حال اکثر اوقات surface ہوتی رہتی ہے تو اس پر debate کرنا اور یہ سمجھنا کہ یہ چیز کیوں ہوتی ہے، اس کے policy حل کیا ہیں، میری نظر میں ایک اہم نکتہ ہے تو میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ آج یہ motion agenda پر لائے ہیں۔

جناب والا! سب سے پہلے یہ چیز سمجھنا بہت اہم ہے کہ گندم ہماری معیشت کا بہت اہم ستون ہے۔

Mr. Chairman: Order in the House, please listen, Senator Dost Muhammad Khan.

سینیٹر ثانیہ نشتر: جناب والا! گندم ہماری معیشت کا بہت اہم ستون ہے۔ دو کروڑ چالیس لاکھ لوگوں کی خوراک یعنی food security میں ایک بہت ہی کلیدی کردار کرتی ہے۔ ہمارے 80% کسانوں کا روزگار گندم سے منسلک ہے، اس لیے پہلے یہ بات سمجھنا بہت اہم ہے۔ There is one policy that Pakistan must do right, it is the wheat policy لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہی policy ہے جس میں بد قسمتی سے بہت problems ہیں اور ان problems کی وجہ سے ایک ایسا ملک جس کی معیشت زراعت پر مبنی ہے اور جو ایک زمانے میں گندم کا exporter ہوتا تھا۔۔

جناب چیئرمین: دلاور خان صاحب! سنیں تمباکو اور گندم کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر ثانیہ نشتر: جناب والا! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ کیونکہ جب prompting ہوتی ہے تو انسان بہت distract ہوتا ہے۔ گندم کی بات ہو رہی تھی اور میں عرض کر رہی تھی کہ ایک ایسا ملک جس کی معیشت زراعت پر مبنی ہے جو گندم کا net exporter تھا، آج وہ سالانہ دو ارب روپے کی گندم import کر رہا ہے۔ اس لیے یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ وہ کون سے عوامل کارفرما ہیں اور ہم کس طرح through public policy measures ایک sustainable طریقے سے اس کا تدارک کر سکتے ہیں؟ دو چیزیں اہم ہیں۔ سب سے پہلے یہ چیز کہ ہم نے upstream determinants پر صحیح کام نہیں کیا، agriculture کو agricultural inputs heavily taxed ہیں۔ چھوٹے کسان کو credit لینے میں کیا مسائل ہوتے ہیں، وہ آپ کو معلوم ہیں۔ پانی کا مسئلہ علیحدہ ہے اور ہمارے R&D کے ادارے جو agriculture سے منسلک ہیں، وہ کس طرح politicized ہوئے، وہ کس طرح تباہ ہوئے، وہ بھی سب کے سامنے ہی ہے۔ ایک تو یہ set of problems ہیں۔

دوسرا set of problems arbitrage سے متعلق ہے۔ میں arbitrage کی Urdu translation ایسے کروں گی کہ جب قیمتوں کا فرق کسی بھی چیز میں consciously یعنی قصداً لایا جائے اور ان قیمتوں کے فرق سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے تو اسے policy parlance, policy language میں arbitrage کہا جاتا ہے۔ اگر آپ گندم کی value chain دیکھیں، گندم کی policy cycle دیکھیں تو اس میں ہمیں سات قسم کے arbitrages نظر آتے ہیں۔ سب سے پہلے support price آتی ہے۔ تمام صوبے اپنی support price خود مقرر کرتے ہیں، یہ مسئلہ CCI میں کبھی حل نہیں ہوتا لیکن individual Cabinet میں based on conjecture rather than evidence بہت hastily یہ decisions ہوتے ہیں۔ ہم سب نے خود دیکھا ہو گا کہ کس طرح سے جو rural Cabinet colleagues ہوتے ہیں، parliamentarians ہوتے ہیں ان کی ایک position ہوتی ہے، جو urban areas سے parliamentarians ہوتے ہیں ان کی ایک اور position ہوتی ہے، evidence کو نہیں دیکھا جاتا، بہت جلدی یہ فیصلہ ہوتا ہے۔ اس support price میں بہت سیاست

involve ہوتی ہے، evidence and facts کو نہیں دیکھا جاتا ہے، جس سیاسی چیز میں زیادہ point scoring ہو وہ کی جاتی ہے۔ Arbitrage نہ صرف federalism کا ایک سب سے بڑا failure ہے but support price arbitrage ہر قسم کی corruption کے دروازے بھی کھولتا ہے کیونکہ ہم سب کو معلوم ہے کہ کس طرح provincial boundaries پر جن صوبوں میں قیمت کم ہوتی ہے تو وہاں سے زیادہ قیمت والے صوبوں میں ٹرک جاتے ہیں تو کس طرح تمام administration, law enforcement agencies, provincial food departments اور ہر طرح کے entities متحرک ہوتے ہیں اور ایک systematic طریقے سے billions of rupees کی corruption کی جاتی ہے۔ The number one arbitrage is the support price.

جناب والا! دوسرا Government procurement arbitrage سے متعلق ہے۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ Federal and provincial governments, PASCO and Provincial Food Department سے procurement کرتی ہیں کیونکہ انہیں mills کو subsidized rates پر گندم دینی ہوتی ہے۔ PASCO that is backstopped by SBP and Finance Division's guarantees but provincial departments commercially loan raise کرتے ہیں۔ اس وقت پنجاب کا گندم کی مد میں circular debt approximately 700 billion rupees کو touch کر رہا ہے۔ ہم اس policy کے ذریعے ایک تو حکومت کی treasury کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور دوسرے ایک بڑے unsustainable طریقے سے ایک untargeted subsidy دے رہے ہیں، اس لیے یہ دوسرا arbitrage ہے۔

جناب والا! تیسرا arbitrage گوداموں میں ہوتا ہے۔ اکثر گودام provincial Food Department کے ہیں، اب وہاں کس طرح کی collusion and corruption ہوتی ہے، weightage کی مد میں، pilferage کی مد میں، ghost

جو اس trace and traceability, digitization کی مد میں کیونکہ کوئی stock
level پر لگانا بڑی simple چیز ہے، وہ یہاں بالکل ناپید ہے۔

جناب والا! چوتھا مسئلہ mills کے level پر ہوتا ہے۔ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، I am sure کچھ mills owners بہت اچھے بھی ہوں گے لیکن general trend یہ ہے کہ جو subsidized آٹا انہیں ملتا ہے، اس کی کوئی trace and traceability اور digitization نہیں ہے۔ اس کے علاوہ mill level پر جو کرپشن ہوتی ہے، نہ صرف یہ اس کے ذریعے value addition کی permissible limits کو abuse کرتے ہیں اور weight کے حوالے سے compromises کرتے ہیں بلکہ subsidized and commercial آٹا میں اور ایک قسم کی collusion کرتے ہیں۔ یہ ایک اور مسئلہ ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ ہم نے ایک price differential or arbitrage introduce کیا ہوا ہے۔ Wheat policy cycle میں پانچواں مسئلہ retail level پر ہے۔ Retail level پر سبز تھیلے والے آٹے کو سفید تھیلے والے آٹے میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک پوری economy ہے۔ چھٹے level پر smuggling کا عنصر ہے۔ یہ صرف inter-provincial movement کے ضمن میں نہیں ہوتی بلکہ ملک سے باہر بھی جب آٹے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو اس کی systematic طریقے سے smuggling ہوتی ہے اور اس میں بہت سے حکومتی اہلکار اور دیگر stakeholders ملوث ہوتے ہیں۔ ساتویں نمبر پر artificial shortages کا مسئلہ ہے۔ Again ایک بہت ہی systematic طریقے سے hoarding ہوتی ہے۔

جناب! ہم نے wheat policy cycle میں پورے ایک کرپشن کا نظام کھڑا کیا ہوا ہے۔ Let me remind you کہ دو کروڑ چالیس لاکھ لوگوں کی food security کا ضامن، 80 فیصد کسانوں کے روزگار کا ضامن اور ہماری معیشت کا سب سے بڑا pillar اور اس policy cycle میں ہم نے جس طرح collusion of corruption and arbitrage کو institutionalize کیا ہوا ہے، اس کی وجہ سے دو قسم کے مسائل ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو آٹے کی زیادہ قیمت چکانی پڑتی ہے۔ وقتاً فوقتاً آٹے کی قیمت چڑھ

جاتی ہے اور کبھی artificial shortages ہوتی ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ
importers through lobbying اس سے بہت زیادہ profiteer کرتے ہیں اور
import subsidies لیتے ہیں جس سے ملک کی treasury کو نقصان ہوتا ہے۔ اس تمام
cycle میں منافع کسے ہوتا ہے؟ کیا یہ منافع mill owners, wholesalers,
importers, commercial entities یا بہت سی categories کے حکومتی اہلکار
کرتے ہیں؟ یہ business and politician nexus کی وجہ سے اور زیادہ ہوتا ہے۔
لوگوں کو آٹے کے لیے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور اس سے ملک کی treasury کا نقصان ہوتا
ہے۔ میں نے آپ کو wheat policy cycle میں مسائل بتا دیے۔ یہ بھی بتا دیا کہ یہ کتنا
اہم مسئلہ ہے اور کتنی اہم policy ہے۔

جناب! اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل three pronged ہے اور اگر
commitment ہو تو یہ بڑا آسان ہے۔ پہلا حل یہ ہے کہ wheat کو market forces
پر چھوڑ دیں۔ ہم نے inter-provincial trade پر جو curbs لگائے ہیں and let
me remind you that in a federal polity where trade in
goods and services is guaranteed by the Constitution, it is
unconstitutional to put curbs on trade of goods and
services. اس وجہ سے wheat کی inter-provincial movement پر کوئی
curbs نہیں ہونے چاہیں but tighter border controls and
enforcement ہو تاکہ اس کی domestically hoarding نہ ہو اور یہ
international borders سے باہر بھی نہ جاسکے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ حکومت صرف اپنے
strategic reserves رکھے، R&D میں investment کرے اور
enforcement پر focus کرے۔ جو بڑے important digitization
initiatives ہیں جیسے warehouse receipt system ہے، اسے forcefully
institutionalize کرے۔ تیسرا حل یہ ہے کہ جو untargeted subsidy کا
existing system ہے، اسے ختم کرکے targeted subsidy کو متعارف کرایا جائے
جیسے ہم نے احساس راشن رعایت کے ذریعے کی تھی اور اسے large scale پر

کیا جائے۔ اس وقت کی حکومت نے جب احساس راشن رعایت کو on institutionalize fast track basis implement کیا تو اس کا policy rationale یہی تھا کہ ہم wheat cycle میں جو distortions ہیں، انہیں eliminate کریں اور جو unsustainable subsidies ہیں، انہیں بھی ختم کریں اور wheat policy cycle میں efficiency لائیں۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے وقت دیا and I think it is a problem that can be fixed مگر ہمیں for some drastic and positive police measures, very serious commitment چاہیے۔

(At this stage, the Chair recognized the presence of 47 students and their faculty members consisting of professors from National University of Science and Technology; besides, the Chair also recognized presence of Ali Muhammad Noor and his son Khalid from Qatar)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر دلاور خان۔

Senator Dilawar Khan

سینیٹر دلاور خان: شکریہ، جناب چیئرمین! سینیٹر ثانیہ نشتر صاحبہ نے بہت ہی اہم نکات اٹھائے ہیں جو خاص طور پر agriculture کے حوالے سے ہیں۔ میں خود ایک زمیندار ہوں اور آج کل گندم کی کاشت ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! تمباکو کی کاشت کب ہو رہی ہے؟

سینیٹر دلاور خان: جناب! تمباکو کی کاشت بس ایک یا دو ماہ بعد ہو گی۔ ہم ایک زرعی ملک ہیں۔ ابھی گندم کے حوالے سے یہ بات ہو رہی تھی کہ ہم اسے import کرتے ہیں۔ وہ کون سے عوامل کارفرما ہیں جو عوام اور ملک کے لئے اناج پیدا کرنے کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ میں اس حکومت کی بات نہیں کر رہا۔ اس سے پہلے بھی ایسا گندم منگوایا گیا کہ اسے جانور بھی نہیں کھاتے تھے۔ اس کے ساتھ یہاں کی 60 فیصد گندم ملا کر اسے grinding کے قابل بنایا جاتا۔ میں یہ بات ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور ابھی منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ یہ نوٹ کروالیں کہ fertilizer اور گندم کے بیج میں حکومت اور کارخانوں کی طرف سے کوئی کمی نہیں ہے لیکن اس کی

distributionکا طریقہ کار بہت غلط ہے۔ آج اگر آپ DAPاور یوریا کھاد کو دیکھیں تو ایک بوری کی وجہ سے 700 روپے کی black marketing ہو رہی ہے۔ میں خود black market سے کھاد خرید رہا ہوں اور اسی طرح گندم کا بیج بھی خرید رہا ہوں۔ میری منسٹر صاحب سے یہی گزارش ہے کہ وہ منسٹری کو یہ ہدایات جاری کریں کے جس ریٹ پر کارخانے ڈیلروں کو fertilizer subsidized rate پر بیچ رہے ہیں، وہ اس ڈیلر کو پابند کریں کہ وہ اسے بیچنے سے پہلے زمیندار سے اس کا شناختی کارڈ مانگیں اور یہ پتہ کرے کہ اس کی زمین کتنی ہے اور اسے کتنی fertilizer ملنی چاہیے۔ کارخانے دار controlled rate پر یہ کھاد دیتے ہیں اور کھاد ڈیلر سب سے اہم منافع کما رہے ہیں اور زمیندار کو as such کچھ نہیں ملتا ہے۔

جناب! بیج کا بھی یہی حال ہے۔ چونکہ بیج کی کئی اقسام ہوتی ہیں تو بیج جس دکاندار اور agency holder کے پاس ہوں، یہ ضروری ہے کہ پہلے soil testing ہو۔ Soil testing نہیں ہوتی جبکہ اس میں وقت بھی کم لگتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ مردان کے فلاں جگہ کی مٹی کے لئے کون سا بیج مناسب ہوگا پھر اس زمیندار کو اسی کے مطابق بیج provide کیا جائے۔ میرے خیال میں اگر ان باتوں پر عمل ہو جائے تو پچھلے سال کی طرح اس سال بھی bumper crop ہوگی۔ آپ نے تمباکو کی بات کی۔ پچھلی مرتبہ زمینداروں نے 1600 اور 1800 روپے فی کلو تمباکو بیچا۔ میں نے تین بھٹیوں کا تمباکو بیچا۔ اس منافع سے ابھی ہم سات بھٹیوں کے لئے تمباکو کاشت کر رہے ہیں۔ یہ ایک زرعی ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک جنت جیسا ملک عطا کیا ہے۔ اگر ہم دل لگی، دیانت داری اور محنت سے کام کریں تو گندم کی import سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کہ سینیٹر ثانیہ نشتر صاحبہ نے ایک اہم point raise کیا تھا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri.

<u>Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri</u>

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آج میں ایسے ماحول اور ایسے حالات میں آپ اور پورے ایوان سے مخاطب ہوں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ بلوچستان

رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا 45% ہے۔ آپ ڈیرہ مراد جمالی سے لے کر تفتان تک جائیں، لسبیلہ سے لے کر ژوب تک چلے جائیں، کہیں بھی نہری نظام نہیں ہے۔

جب سے ملک میں بجلی آئی ہے اس وقت سے شہری علاقوں یا قرب وجوار میں جہاں بجلی پہنچی ہے اس سے زراعت ہوتی ہے مگر مسلسل کئی سالوں سے بلوچستان میں زمینداروں سے ایسا سلوک روار کھا گیا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ باقی دنیا میں زراعت کو ترقی دینے کی کوشش ہو رہی ہوتی ہے، زمینداروں کو سبسڈی دی جارہی ہوتی ہے، ان کو ٹریکٹر، کھاد، بہت ساری چیزوں پر سبسڈی دی جاتی ہے جبکہ یہاں ایک ٹیوب ویل کے بلوں میں سبسڈی وفاقی حکومت بھی دے رہی تھی اور بلوچستان حکومت بھی دے رہی تھی مگر وہ بھی کسی حد تک موجودہ Caretaker حکومت کے دور میں بند ہو گئی ہے۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بلوچستان میں نہ کوئی فیکٹری ہے، نہ کوئی کمائی، مزدوری اور محنت کے دوسرے ذرائع ہیں۔ زراعت کا ایک ہی ذریعہ ہے اور اس کا گلا بھی گھونٹا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ آپ کا صوبہ ہے اس وقت تو وہاں پینے کے لئے بھی پانی میسر نہیں ہے۔ آپ اس پر خود توجہ دیں۔ میں نے یہاں وزیراعظم صاحب سے زمینداروں کو ملایا اور انہوں نے جگہ جگہ آکر دستک دی، اپنی فریاد پہنچائی مگر ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

پھر جب ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وزیراعظم بلوچستان سے ہے، وزیر داخلہ بلوچستان سے ہے، چیئرمین، سینیٹ بلوچستان سے ہے، چیف جسٹس بلوچستان سے ہے تو تم لوگوں کو اور کیا چاہیے۔ سارے بڑے عہدے آپ کے پاس ہیں، بلوچوں کے پاس ہیں، بلوچستان کے پاس ہیں تو تمہیں اور کیا چاہیے؟ جناب چیئرمین! یقیناً اس سے بڑا مذاق نہیں ہو سکتا کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر کرسی پر بٹھا دیں کہ جی آپ بلوچستان سے وزیراعظم ہیں، وزیراعلیٰ ہیں۔ یہ بہت بڑا مذاق ہے۔

جب میں ڈپٹی چیئرمین بن رہا تھا تو اس وقت ایک بہت بڑی شخصیت نے یہ فرمایا تھا کہ ڈپٹی چیئرمین بلوچستان سے ہونا چاہیے کیونکہ بلوچستان پسماندہ ہے۔ جناب، تین سال گزر گئے ہیں مگر ترقیاتی مد میں ہمیں ایک روپیہ بھی نہیں ملا۔ اس طرح کا مذاق بلوچستان سے کیا جا رہا ہے۔ کرسی پر بٹھا کر ان کے پاس نہ اختیار ہے، نہ وسائل ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔

جناب چیئرمین: ابھی توagriculture and wheat کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں صرف دو منٹ آپ کے لوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ چمن کے دھرنے کو کتنے دن ہوگئے ہیں، چمن میں دھرنا ہے۔ وہ غریب لوگ جو بارڈر آر پار کرکے بیٹھے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: چانڈیو صاحب! آپ کو وقت دیتا ہوں، صبر تو کریں۔ بات تو ختم کر لینے دیں۔ چانڈیو صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں عرض کروں کہ اب یہ دھرنے پر بیٹھے ہیں بے چارے، انہوں نے وہاں اپنی فریاد کی اور پھر یہاں وفاق میں آگئے مگر کوئی شنوائی نہیں ہے۔ بس یہ ہے کہ جی وزیر اعظم آپ کا ہے، وزیر داخلہ آپ کا ہے۔ یہ داخلہ کا مسئلہ ہے تو حل کر دیں۔ اسی طرح ہمارے بلوچ جو تافتان سے محنت مزدوری کرتے ہیں، ان کو راستہ بھی بند کیا ہوا ہے۔ وہاں لوگ پیسے دے کر اپنا کام کروا لیتے ہیں۔ جو محنت مزدوری کرنے والے ہوتے ہیں، جو غریب طبقہ ہے ان کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! یہ سارے مسائل جہاں آپ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ہمارے Caretaker وزیر اعظم کی طرف بھی متوجہ ہوتے ہیں، وزیر داخلہ کی طرف بھی متوجہ ہوتے ہیں، یہاں سے کم از کم ایک مؤثر آواز جانی چاہیے۔ یقین جانیں کہ زمینداروں کا معاشی قتل ہونے جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں ہم کیا خاموش تماشائی بن کر دیکھتے رہیں گے؟ کسی نے کہا ہے کہ جی غزہ اور فلسطین تو بلوچستان سے آواز آئی کہ بلوچستان پہلے سے ہی غزہ بنا ہوا ہے۔

خدا کے لئے اس طرح کا مذاق کم از کم بلوچستان سے نہ کیا جائے کہ بلوچستان کی اہم شخصیات کو اہم عہدوں پر بٹھا کر اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پبلک سے کہا جائے کہ یہ سارے بڑے بڑے عہدے آپ کے پاس ہیں، آپ مزید کیا چاہتے ہیں؟ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Senator Zarqa Suharwardy Taimur please.

Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس motion پر بولنے کا موقع دیا۔ میں ثانیہ نشتر صاحبہ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے بڑے ہی اہم مسئلے پر organized, step by step اپورے مسئلے کا احاطہ کرلیا کہ اس میں کہاں کہاں پر problems create ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے میری بھی ایک دیرینہ request ہوتی ہے کہ پاکستان کا سسٹم ہم نے، معذرت کے ساتھ rig کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: چانڈیو صاحب تشریف رکھیں پلیز۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جی جناب، مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں white economy سے black economy بڑی ہے اور white economy جس نے ملکی خزانوں کو بھرنا ہوتا ہے اسی پر ہمارے ہی لوگ آپس میں گٹھ جوڑ کرکے ڈاکا ڈالتے ہیں اور یہ ڈاکا ڈالنا پاکستان کے قوانین میں ہم ہی لوگوں نے اس کو ہر طرح سے legal بنایا ہوا ہے تو جب تک اس پر سوچ بچار نہیں ہوگی، جب تک یہ design change کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی، ہمارے پچھلے وزیراعظم صاحب ہر روز کہتے تھے کہ .beggars can't be choosers اور پھر ان کے وزراء کہتے تھے کہ Pakistan is on ventilator تو یہ جوان کی خواہشات ہیں یہ کئی دہائیوں سے ان کو reality میں لے آئے ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب پاکستانی ایک ہیں، ہم خواہ کسی بھی پارٹی سے belong کرتے ہوں، ملک ہمارا ہے، ملک کو اٹھانا ہے تو ہمیں اس بارے میں سوچ سمجھ کر جیسے ڈاکٹر ثانیہ نشتر صاحبہ نے بڑے اچھے مشورے دیئے، ہمیں اس پر act کرنا چاہیے اور اپنے ذاتی مفادات سے اونچا اٹھ کر، اب لوگوں نے کافی پیسے بنالئے ہیں۔ میرا آخری سوال ہے کہ قبر میں کتنی گاڑیاں، کتنے محل، کتنی سونے کی اینٹیں ہم لوگ لے کر جائیں گے۔ کیا ہم سب لوگ فرعون کو بھی پیچھے چھوڑیں گے؟ جناب، اب وقت آگیا ہے، اب پاکستان کا خیال کرنے کا بھی وقت آگیا ہے تو اس بارے میں کچھ سوچ بچار کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: اس motion پر اور تو کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں مجھے پتا ہے آپ جس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی حاجی صاحب! آپ motion پر بات کریں گے؟ جی حاجی صاحب۔

Senator Hidayat Ullah

سینیٹر ہدایت اللہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جیسے انہوں نے motion پیش کیا ہے تو اس بارے میں میرے پاس کچھ اعداد و شمار ہیں۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں جو لوگ گندم کاشت کرتے ہیں، کپاس کاشت کرتے ہیں، ان کے لئے جو یہاں سرکاری ریٹ ہوتا ہے یعنی خریدنے کے لئے، مثال کے طور پر کپاس جو دس ہزار کی گانٹھ ملتی ہے اس کا ریٹ انہوں نے سرکاری طور پر 6500 روپے مقرر کیا ہے۔ گندم وغیرہ کا جو سرکاری ریٹ ہوتا ہے اس سے کم ہوتا ہے۔ ایک تو یہ چاہیے کہ جو لوگ اگاتے ہیں کم از کم ان کو relief دینا چاہیے۔

دوسرا بد قسمتی یہ ہے کہ جو کھاد ہے، جیسے ہمارے معزز دلاور خان صاحب نے بتایا ہے، کھاد کا آٹھ ہزار جو سرکاری نرخ ہے، وہ نہیں ملتا اور مارکیٹ سے تیرہ ہزار روپے کا خریدنا پڑتا ہے۔ خریدنے میں کمی ہے اور فروخت کرنے میں زیادتی ہے۔ اسے ٹھیک کرنا چاہیے۔

ہمارا دوسرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے چشمہ رائٹ بینک کینال تقریباً دو لاکھ ایکڑ زمین پہلے سے بنجر پڑی ہے۔ اس کے لیے کافی دنوں سے ہم سنتے آرہے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے۔ اس میں مرکز کی کافی distribution ہے۔ اگر یہ کام کرے تو ان شاء اللہ آنے والے وقتوں میں صوبہ خیبر پختونخوا خود بھی گندم میں خود کفیل ہو جائے گا اور ہم باقی صوبوں کو بھی دے سکتے ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

اس کے علاوہ اس طرح دیگر زمینیں ہیں۔ بڑے بڑے towers اور warehouses بناتے ہیں۔ لوگ اس کی زد میں آتے ہیں۔ اسے محدود کرنا چاہیے کیونکہ جن زمینوں پر فصلیں کاشت کی جاتی ہیں، وہ ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ چھتوں کے اوپر تو گندم نہیں اگا سکتے۔ جناب! میں ایک بات ریلوے کے بارے میں کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، ابھی یہ تحریک پیش کرنی ہے۔ میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی معزز وزیر صاحب، آپ تحریک پر respond کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تحریک پر بات کریں گے؟ وزیر صاحب، ایک منٹ سینیٹر صاحبہ تحریک پر بات کرنا چاہتی ہیں۔ جی معزز سینیٹر رخسانہ زبیری۔

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: جناب! وزیر صاحب نے جو بات کی، پاکستان آرمی کے ایک Engineer-in-Chief نے اس پر پورا کام کیا تھا، رپورٹ کی تھی۔ جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں، وہ سو فیصد رپورٹ میں موجود ہے لیکن ہم اپنا solution جانتے ہوئے بھی

somehow we close our eyes and don't find a solution.

جہاں تک کھاد کی بات ہے، جہاں تک yield کی بات ہے، ہم اسے بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کھاد پر ایک پاکستانی سائنسدان نے کم سے کم کھاد اور کم سے کم پانی کے ساتھ بہتر yield پر کام کیا۔ اسے پوری دنیا میں awards مل رہے ہیں۔ نہیں مل رہا تو ہمارے ہاں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے سابق وزیراعظم عمران خان کے زمانے میں بات کی تھی اور علی محمد خان صاحب نے کہا تھا کہ ہاں، وہ بھی اسی طرح سولنگی صاحب کی طرح سب کا جواب دیتے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہاں، ہم نے وزیراعظم صاحب سے ان کی ملاقات کرادی ہے۔ ملاقات ہم کرتے رہتے ہیں، meetings کرتے رہتے ہیں چاہے وہ سینیٹ کی قائمہ کمیٹیاں ہوں، چاہے وہ وزارتوں کی meetings ہوں، we don't go to the solution and we keep on talking about اور ہم round and round گھومتے رہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سفر کر رہے ہیں، that is the dilemma of our nation.

Thank you.

Mr. Chairman: Honourable Federal Minister for Parliamentary Affairs.

Mr. Murtaza Solangi, Minister for Parliamentary Affairs

جناب مرتضیٰ سولنگی: شکریہ جناب چیئرمین۔ محترمہ سینیٹر ثانیہ نشتر صاحبہ نے بہت اہم points اٹھائے ہیں۔ باقی سینیٹر صاحبان نے بھی اس پر کافی اہم باتیں کی ہیں۔ پارلیمان کی جو اجتماعی دانش ہے، اس سے یقیناً حکومت کو راہنمائی ملتی ہے۔ آج کی باتوں پر ہم کابینہ میں اور وزیراعظم صاحب سے بات کریں گے لیکن مجھے ثانیہ نشتر صاحبہ کی جو چیز سمجھ نہیں آئی، وہ کوئی دو کروڑ چالیس

لاکھ لوگوں کی کوئی بات کر رہی تھیں، پتا نہیں وہ کس ملک کی بات ہے۔ پاکستان کی آبادی تو ظاہر ہے کہ چوبیس کروڑ سے زیادہ ہے۔

جناب! میں کچھ figures ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ اس وقت گندم کے public stocks پنجاب کے پاس 3924367 metric tons موجود ہیں۔ سندھ کے پاس 817394 metric tons موجود ہیں۔ خیبر پختونخوا کے پاس 215082 metric tons موجود ہیں۔ بلوچستان کے پاس 79354 metric tons موجود ہیں۔ PASSCO کے پاس 1718177 metric tons موجود ہیں۔ یہ ٹوٹل 6764374 metric tons بنتا ہے۔ اس کے sources PASSCO اور خوراک کے صوبائی محکمے ہیں۔

آج کی تاریخ میں پرائیویٹ طور پر گندم کے stocks یہ ہیں۔ پنجاب کے پاس 337270 metric tons, سندھ کے پاس 93165 metric tons, خیبر پختونخوا کے پاس 14918 metric tons اور بلوچستان کے پاس 4157 metric tons موجود ہیں۔ یہ ٹوٹل 449510 metric tons بنتا ہے اور Grand Total 7213884 metric tons بنتا ہے۔

آج کی تاریخ میں درآمد شدہ پرائیویٹ سٹاک 1033845 metric tons ہے۔ کسی قسم کی کوئی shortage نہیں ہے لیکن صوبوں کی support price کچھ مختلف ہے، جیسا کہ پنجاب کی 4600 اور سندھ کی 4700 ہے۔ درآمد شدہ گندم کی قیمت کم ہے، اس لیے ان کے پاس گندم کی وافر تعداد موجود ہے۔

بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سینیٹر صاحب نے بجلی کے حوالے سے جو بات کی، یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ وزیر برائے بجلی سے پوچھ کر ہم اگلی مرتبہ ایوان کو بتائیں گے۔

Mr. Chairman: The Motion has been talked out. Order No. 25, honourable Senator Samina Mumtaz Zehri, please move the Motion.

<u>Motion under Rule 218 moved by Senator Samina Mumtaz Zehri regarding the need to regulate the production and sale of Baby Formula Milk and related products in the country</u>

Senator Samina Mumtaz Zehri: Sir, I would like to bring the attention of the Minister through this motion. Sir, the sale of Baby Formula Milk, even though we discuss a lot of other issues but I think that this is very important topic because you know that this is a mafia. It is the biggest enemy of our children.

جناب! ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل کورونا اور جتنے بھی health issues چل رہے ہیں، it is because of the weak immunity system that our children have. It is all due to the chemicals that we put in. Even in Islam اور ہمارے norms میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ breast feeding should continue till two years, initially from the child's birth to two years of the child. یہ بچے کے immune system کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔

جناب! جو مافیا ہے، 100 billion rupees industry پورے ملک میں سے کمائی ہے۔ 16 کمپنیاں ہیں، Formula Milk Marketing Companies that were brought from abroad اور یہاں پر کوئی local production نہیں ہے، یہ سارا کا سارا پیسا باہر کا ہے۔ یہ Formula Milk اتنا خطرناک ہے and this should be discouraged to this level, I think that this should be banned. WHO نے کہا ہے کہ یہ لوگ directly social media, platform influencers کو contact کر رہے ہیں، midwives کو direct accesses لے رہے ہیں۔ They are bribing the health professionals, nurses, midwives and the hospital staff کہ Formula Milk کو بچوں کے لیے initially introduce کرائیں۔

Instead of promoting or pushing them for the six months breast feeding that is very necessary for the children growth. It has been said by the WHO also. We need to implement either the existing laws regarding the Formula Milk or make new ones to prevent these companies from direct and indirect marketing which are running illegally.

Sir, last but I think you should take action on this immediately because there is an urgent need to increase inclusive breast feeding in Pakistan because we need to improve the immune system and to protect the babies against all these infections that are growing every day. Thank you Sir.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحبہ۔

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: شکریہ، آج آپ نے اتنا short نام لیا ہے، میں نے سمجھا آپ نے کسی اور کو بلایا ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی صاحبہ۔

Senator Prof. Dr. Mehr Taj Roghani

سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی: شکریہ، جناب چیئرمین! یہ بہت important issue ہے، like killer number one is ARI Acute Respiratory Infection and the killer number two for the children is Diarrhea and infant mortality is one of the highest in the world in Pakistan, اس میں ضروری چیز artificial feeding ہے۔ میری ساتھی سینیٹر نے artificial feeding مافیا کے بارے میں کہا، یہ مافیا بہت strong ہے۔ میں جب Pediatrics Association کی registrar تھی، میں honestly سے floor پر بتا رہی ہوں، انہوں نے کہا ہمارے ہاتھ بہت لمبے ہیں، I was trying اس پر کچھ کر سکوں مگر نہیں کر سکی۔ میں اس floor of the House سے ان کو کہتی ہوں کہ آپ ایک دودھ ایسا بنائیں جو ماں کے دودھ کی طرح ہو۔ وہ کہتے ہیں ہمارا جو دودھ ہے وہ ماں کے دودھ کی طرح ہے۔ اگر

ماں کے دودھ کو microscope میں رکھیں تو دیکھا جائے گا اس میں living cells ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر breast milk کو microscope میں دیکھیں تو living cells move کرتے ہیں اور artificial milk dead ہے، اس میں ایک بھی living cell نہیں ہے۔ ہم چاند تک پہنچ گئے ہیں لیکن ماں کے دودھ کی طرح دودھ نہیں بنا سکے یہ قدرت کا کرشمہ ہے، اگر یہ صرف ایک بنا کر لائیں تو I will be the first one جو کہوں گی۔ جناب چیئرمین! مافیا ہمیں بھی پیسے دیتے ہیں، LHV, LHW اور دکانداروں کو بھی پیسے دیتے ہیں۔ نمبر دو، اس میں حکومت بھی involve ہے، بالکل involve ہے، اگر حکومت چاہتی، ہم کتنے بل لائے؟ میں last time Bill لائی تھی، ان شاء اللہ اس کو ہم Health Committee میں discuss کریں گے اور آپ دیکھیں گے لوگ اس میں کتنے hurdles create کریں گے، next week میں meeting ہے لیکن I am going to put my foot down. مجھے ایک دن میرے چیئرمین صاحب نے کہا کہ ہم تو صرف recommendations دیں گے، بھائی what are these Committees for? جب ہم نہیں کر سکتے، only recommendations دیں گے؟ جناب چیئرمین! میں نے آپ کو ایک بار office میں بھی کہا تھا کہ خدا کے لیے Committees کو بند کر دیں، کیوں بند کریں؟ میں پانچ، چھ سالوں تک اس کے لیے لڑی ہوں اور آخر میں مجھے یہ جواب ملتا ہے کہ these Committees are only recommendatory, then why we should sit تو یہاں سے بھی recommendations جاتی ہے there, why we should waste money, اتنا پیسا خرچ کر کے آخر میں یہ جواب ہوتا ہے تو Government is equally responsible.

نمبر تین پر میڈیا بھی equally responsible ہے، میرے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، میڈیا نے equally bad part ادا کیا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں لکھا گیا ہے، جیسے ہم کہتے ہیں، forty million US dollars جو ہم باہر بھیجتے ہیں breast milk is totally free of cost اس پر ایک پیسا نہیں لگتا۔ مجھے لوگ کہتے ہیں آپ ڈاکٹر ہو اور ایسی باتیں ڈاکٹروں کے سامنے جا کر کرو، سینیٹ میں نہ کرو۔ میں کہتی ہوں ہر عورت کے پاس two

breasts ہیں، اس میں کیا بری بات ہے؟ اس میں کوئی غلط بات تو نہیں ہے، کہتے ہیں ڈاکٹروں کے سامنے بات کرو اور سینیٹ میں نہ کرو۔ آپ کے پاس free milk available ہے تو آپ artificial milk کیوں لیتے ہیں؟ جیسے میری ساتھی نے کہا کہ بے چاری عورتیں جو غریب ہیں ان کو اچھی اچھی تصویریں موٹے موٹے بچوں کی دکھاتے ہیں، وہ موٹے بچے ماں کے دودھ پینے والے بچے ہوتے ہیں وہ artificial milk والے نہیں ہوتے۔ میں اس کو کمیٹی میں لا رہی ہوں and Committee is not going to be the recommendatory body only, Committee should have the power. میں آپ کی جگہ ہوتی تو خدا کی قسم پہلے یہ کہتی کہ کمیٹی کے پاس power ہونی چاہیے، why is it a recommendatory body? شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ۔

Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: شکریہ جناب چیئرمین! میں سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ کی تعریف کرنا چاہوں گی جنہوں نے آج Motion Under Rule (218) پر اتنا important issue اٹھایا۔ جناب والا! یہ جو ماں اور بچے کا رشتہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے، کیوں ہے؟ اس لیے کہ ماں کا بچے کے ساتھ جو تعلق ہے، اس میں breast feeding کا ایک important عنصر ہے اور بڑی معذرت کے ساتھ میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں، بہت معذرت کے ساتھ ہمارے ملک میں C-section کو بہت promote کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ماں breast feeding بچے کو نہیں کروا سکتی کیوں کہ جب تک natural birth نہیں ہوگی، جب تک normal طریقے سے بچہ پیدا نہیں ہوگا تو دودھ کی production نہیں ہو سکے گی۔

C-sections کا جو ایک بہت بڑا رجحان ہے جس میں معذرت کے ساتھ doctors نے پیسے بنانے ہوتے ہیں، ان کو C-Section میں زیادہ پیسے ملتے ہیں جبکہ natural birth میں اتنے پیسے نہیں ملتے۔ دوسری بات اس میں ڈاکٹروں کے لیے آسانی ہو جاتی ہے، آپ نے وقت خود تعین کر لیے ہیں ورنہ اگر normal birth ہو تو اس میں وقت کا اس طرح تعین

نہیں ہو سکتا، رات میں بھی ہو سکتی ہے اور دن میں بھی normal birth ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں بہت اچھے gynaecologist ہیں، اس کے حوالے سے یہ بہت serious issues ہیں جس کی وجہ سے اس ملک میں breast feeding نہیں ہو رہی ہے اور دوسری وجہ یہاں پر اس چیز کا پرچار ہی نہیں ہوتا، یہاں پر کوئی بتاتا ہی نہیں ہے کہ ماں کا بچے کو کم از کم دو سالوں تک دودھ پلانا ضروری ہے کیوں کہ اس میں بچے کو بیماریوں سے protection ملتی ہے جو پہلے سال میں اموات واقع ہوتی ہیں اس میں بچے کو بہت زیادہ protection ملتی ہے اور جو موسمی بیماریاں ہوتی ہیں ان سے بھی بہت protection ملتی ہے۔ Breast feeding کا ہمارے ملک میں جس طرح سے جتنا زیادہ پرچار ہونا چاہیے، ایسا ملک جس کا اس وقت growth rate 2% سے زیادہ ہے، اس وقت ہماری total population 60 سے 70% تیس سال سے کم عمر لوگوں کی ہے اور بچوں کی ذہنی نشو نما بھی نہیں ہو سکتی جس بچے کو ماں دودھ پلاتی ہے وہ بچا ذہنی طور پر بھی strong ہوتا ہے، physically بھی strong ہوتا ہے اور ماں بھی کینسر اور بہت امراض سے بچ جاتی ہے۔ اس پر ہم بالکل ایک legislation بھی لے کر آئیں گے اور اس مسئلے کو اٹھانا چاہیے۔

میں سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی صاحبہ سے بالکل agree کرتی ہوں کہ ایسی Committees معذرت کے ساتھ ایسے سینیٹ کا کیا فائدہ جہاں پر ہم effective نہیں ہو سکتے، .we must be effective آج یہاں پر ایک وزیر صاحب بیٹھے ہیں، ہمیں وزارت سے جو سوالوں کے جوابات آتے ہیں، وزارتوں کے جو اہلکار ہیں ہمیں غلط جواب بھیجتے ہیں، جواب میں آدھی چیز لکھی ہوتی ہے اور آدھی نہیں لکھی ہوتی۔ ہمارے پیسوں کے حوالے سے جتنے بھی سوالات ہوتے ہیں وہ ہمیں جواب دینا پسند ہی نہیں کرتے، ہم ان کو accountable ہی نہیں کر سکتے کیوں کہ ہمارے پاس کوئی طریقہ ہی نہیں ہے، یہ اپنے rules and procedures بناتے ہیں اور اپنے آپ کو وہ اس میں سے بری الذمہ کر لیتے ہیں ہم بیشک 200 legislations لے کر آئیں۔ پاکستان already ایک over legislated country ہے لیکن یہاں پر executive ہمارے سر پر ناچ رہا ہے، ان کا جو دل چاہتا ہے اپنی پسند کی مراعات لے لیتے ہیں۔ میں آپ کو اور بھی numbers بتاؤں گی کہ کس طرح سے اس ملک کو لوٹا جا رہا ہے۔ معذرت

کے ساتھ سوچا سمجھا plan تو نہیں ہوگا لیکن ہمارا ذاتی مفاد اس قدر بڑھا ہے کہ ہم کہنے کو تو مسلمان ہیں مگر نہ ہمیں قبر کا خوف ہے اور نہ ہی ہمیں جزا اور سزا کا پتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جب تک ہم ان لوگوں کو accountable نہیں کریں گے تب تک یہاں پر کچھ بھی نہیں ہونا accountability ہم سے start ہوتی ہے اور آپ سب سے پہلے مجھے accountable کریں اور پھر باقی سب کو بھی کریں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر سید علی ظفر صاحب، آپ اسی motion پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ نے دو بڑے انکشاف کیے ہیں اور سینیٹ کے floor پر کیے ہیں۔ ایک جو دودھ پاکستان میں بک رہا ہے وہ بچوں کے لیے dangerous ہے اور دوسرا انہوں نے کہا کہ doctors, health workers and particularly ہماری medical field کے جو پروفیشنلز ہیں ان کے ساتھ marketing کی جا رہی ہے کہ وہ ان products کو market کریں، یہ دونوں بہت اہم مسئلے ہیں اور میں ابھی غور کر رہا تھا کہ ان دونوں aspects پر ہمارے چھ قوانین ہیں جو یہ حرکت روکتے ہیں یعنی ایک تو آپ کسی بھی قسم کا dangerous product نہیں sale کر سکتے جو بچوں کے لیے خطرناک ہو اور دوسرا آپ کسی بھی medical practitioner کے پاس market نہیں کر سکتے کہ آپ اس product کو sale کریں یا اس کی marketing کریں یہ دونوں قانون کے خلاف ہیں۔ جناب چیئرمین! مگر مسئلہ یہ ہے کہ implement نہیں ہو رہا، جس طرح باقی بہت سارے قوانین پاس کر دیتے ہیں اور implement نہیں ہو رہے، میں یہ suggest کروں گا اور suggestion سے پہلے میں ذکر کرتا چلوں، میں ابھی recently ایک rural area کی hospital میں گیا تو وہاں پر جو medical professionals تھے، ان کے ساتھ بیٹھا، میں نے دیکھا بہت سارے بچے تھے، مجھے وہ بچے چھ مہینوں سے ایک سال کے لگ رہے تھے، انہوں نے کہا نہیں، یہ بچے actually تین تین چار چار

سال کے ہیں لیکن ان کو اتنی problem ہے اور وہ ان کی stunted growth ہے۔ جناب پھر میں ایک research team جو کہ World Bank نے بنائی ہے، کے ساتھ بیٹھا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے مجھے کچھ reports دیں جو میں نے پڑھی ہیں۔ ہمارے پاکستان میں ایک نہایت serious problem ہے اور ہو سکتا ہے کہ جو آج انکشاف کیا گیا ہے کہ یہ products ایک طرح سے dangerous ہیں اور ان کا connection اس problem کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری youth اور بالخصوص بچوں میں stunted growth کا issue آ گیا ہے۔

Stunted growth کا مطلب یہ ہے کہ جو بچوں کی growth اور بڑھنے کا عمل ہے وہ stunt ہو جاتا ہے اور پھر ہمارے بچے چاہے دنیا بھر میں کوئی بھی field ہو، اس میں اچھی طرح سے compete نہیں کر سکتے۔ اگر ہماری nation میں یہ disease آ جائے اور وہ آ رہی ہے اور اس کی وجہ پانی کی problems بتائی جا رہی ہے لیکن یہ جو آج انکشاف ہوا ہے اس پر مجھے concern ہوا کہ شاید یہ بھی اس کے ساتھ connected ہو۔

چیئرمین صاحب! میں یہ suggest کروں گا کہ پہلے تو اس بات کا جواب لیتے ہیں کہ یہ جو allegation اور الزام لگا ہے یہ کس حد تک درست ہے۔ اور کس حد تک حکومت نے اس پر کام کیا ہے اور اگر نہیں کیا ہے تو I think that committees کو تو ہم کہہ رہے ہیں کہ committees implement نہیں کر سکتیں لیکن committees کا بہت اہم اور important role ہوتا ہے کہ expose کرنا۔ تو میرا خیال ہے کہ committee کے پاس یہ issue جانا چاہیے اور وہ تمام technical لوگوں کو بلا کر سنیں اور پھر اس کا expose یا اس کی ایک report دیں۔ تو میرا خیال ہے کہ اس issue پر یہ سینیٹ کا ایک بہت بڑا کردار ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ اسی پر بات کرنا چاہ رہی ہیں؟

Senator Fawzia Arshad

سینیٹر فوزیہ ارشد: جی۔ بہت شکریہ۔ یہاں سب نے formula milk کے استعمال کے خلاف بات کی ہے کہ formula milk بچوں کے لیے کتنا مضر صحت ہے۔ سب سے پہلے اگر ہم

اس کو دیکھیں تو یہ بہت expensive ہے۔ It is not natural اور organic چیزیں صحت کے لیے بہت مفید ہوتی ہیں۔ ہم نے جتنی بھی researches کو دیکھا ہے تو اس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جن بچوں کو formula milk دیا جاتا ہے، they are susceptible to diarrhoea and respiratory infections, their immunity level is very low. That becomes a burden on the families, on the communities and eventually on the countries. ہم یہ نہیں سمجھتے کہ breastfeeding جس کے بارے میں ہمارے قرآن میں ہدایت ہے کہ بہتر ہو گا کہ بچہ دو سال کی عمر تک ماں کا دودھ پیئے، تو اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ اسی لیے ہمارے مذہب نے اور قرآن نے جس بات کا ذکر کیا ہے تو definitely اس میں حکمت ہی حکمت ہوتی ہے اور اس کے بہت فوائد ہوتے ہیں۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ when a child is being breastfed, the child and the mother develop a bond. That bond is not only good for the physical health, but it is essential for the psychological growth of the child as well. یہ ماں اور بچے کا bond بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ اس bond سے بچوں میں empathy and confidence build up ہوتا ہے۔ ماں جتنی بھی تھکی ہو، بچے کے لیے time نکال کر اس کو attention دیتی ہے which is very important.

ہم یہ سمجھتے ہیں یہ بچہ تو ابھی چند ماہ کا ہے، تو یہ ساری باتیں جو ہم یہاں کہہ رہے ہیں وہ کیوں کر اس کے لیے مفید ہو سکتی ہیں۔ In the long run, when we observe that young mothers, جو کہ آج کل کی modern mothers ہیں، due to many reasons they are not breastfeeding their babies and as Dr. Zarqa has mentioned that C-section is very common. Obviously اگر اس کے پس منظر کو دیکھیں تو doctors اپنی کمائی کی خاطر natural birth کی بجائے C-section کو prefer کرتے ہیں۔ It has become a commercial entity now. یہ woman's body میں ایک natural

milk is produced in a کے بعد کس طرح delivery ہے کہ phenomenon body and all that. So breastfeeding is not only good for یہ the child, but it is also very good for the mother as well. جو کچھ pregnancy میں ماں کے ساتھ ہوتا ہے، اس کے لیے بھی بہت مفید ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ after the devolution plan, جس طرح ہمارے دو صوبے پنجاب اور بلوچستان نے in line with The کے متعلق breastfeeding and child nutrition Protection of Breast-feeding and Child Nutrition Ordinance, 2002 قانون سازی کی ہے، باقی صوبوں کو بھی اسی طرح اس پر legislation کرنی چاہیے اور اس کو young mothers میں common کرنا چاہیے۔ ہمیں اسکول اور کالجز میں بھی لڑکیوں کو یہ بات بتانی چاہیے کہ کون کون سی چیزیں ان کی صحت کے لئے مفید ہیں اور کن practices سے ان کے جسم، ذہن اور آنے والا بچہ، جو کہ اس ملک کا، community کا اور آپ کے خاندان کی development کرے گا، اگر اس کا بچپن ہی بیماری میں گزرے گا تو وہ جوان ہو کر کیسے ایک صحت مند ذہن کا حامل شہری بن سکے گا۔

I think Sania brought a very good ان ساری وجوہات کی بنا پر agenda point that we should concentrate on breastfeeding. ہمیں اس formula milk کو کم سے کم لانا چاہیے۔ لیکن اس formula milk کے بھی کچھ فوائد definitely ہیں۔ When a mother cannot feed her child herself تو اس وقت اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب ضرورت ہو تب ہی اس کو introduce کرنا چاہیے، نہ کہ بلاوجہ۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : جی. thank you ثنا آپ اس پر بات کرنا چاہ رہی ہیں؟

Senator Sana Jamali

سینیٹر ثنا جمالی: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ I want to tell you that we are the fifth most populated country in the world. When we can produce kids then why can’t we give them good nourishment. ایک یہ چیز، دوسری چیز میں آپ لوگوں کو بتانا چاہوں گی کہ Aunty

اور وہ ہم سب بچوں کی Mehr Taj has been very cooperative She has been always recommending رہی ہیں۔ paediatrician us کہ breastfeeding کو concentrate کریں۔

I am mother of two kids. When I was چیئرمین صاحب!
C- میں نے بھی admitted in a very hi-fi hospital in Karachi, The very first day I was asked that this is کروایا تھا۔ section the milk you are going to give, or you are going to go for the breastfeeding. ہم modern مائیں اور بچے ہیں۔ ہم نے LV کے پرس نہیں اٹھانے
but we have to concentrate on breastfeeding if we want to give nation a good society.

جناب چیئرمین : Thank you جی۔ Senior ڈاکٹر صاحبہ بھی بات کرنا چاہ رہی ہیں۔ ڈاکٹر خالدہ سکندر میندھرو، اسی پر بات کرنا چاہ رہی ہیں جی۔ Please

Senator Khalida Sikandar Mandhro

سینیٹر ڈاکٹر خالدہ سکندر میندھرو: Thank you very much چیئرمین صاحب۔ آپ نے مجھے موقع دیا۔ یہ پرابلم واقعی ایک severe پرابلم ہے۔ یہ سب کو بالخصوص ماؤں، ڈاکٹرز اور نرسز کو سمجھنا چاہیے۔ I think کہ سمجھ تو سب کو ہے کیونکہ آج کل یہ بحث بہت عام ہے کہ breastfeeding ہونی چاہیے لیکن جب practically ہم لوگ دیکھتے ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ سندھ میں جو patients میرے پاس آتی ہیں تو وہ بتاتی ہیں کہ ہم جس ڈاکٹر کے پاس بھی جاتے ہیں تو اگر کوئی دودھ والی بوتل ہمارے پاس ہوتی تو وہ ڈاکٹر نے اٹھا کر پھینک دی اور کہا کہ بوتل سے ان کو کیوں دودھ پلا رہی ہو، یہ بالکل غلط ہے۔ تو وہاں پر ہم سب لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ breastfeeding promote کریں اور bottle feeding نہ کریں۔

بوتل کے نپل پر مکھیاں بیٹھی رہتی ہیں اور نہ بوتل کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں۔ اس سے دودھ بھی خراب ہوتا ہے اور بوتل بھی خراب ہوتی ہے، نپل بھی گندہ رہتا ہے اور جو پانی استعمال ہوتا

ہے وہ بھی خراب ہوتا ہے۔ ذرا سوچیں کہ کس طرح ہم بچوں کو یہ دودھ پلا رہے ہیں۔ یہ بہت ہی تشویش ناک بات ہے۔ اس پر ہم سب کو سوچنا چاہیے۔ میں doctors, nurses and midwives سب کو کہوں گی کہ چاہے دنیا کچھ بھی کہے، چاہے جتنا بھی فائدہ ہو، بے شک کوئی آ کر کہے کہ یہ milk اچھا ہے یا وہ milk اچھا ہے، لیکن ہم لوگوں کو تو پتہ ہے کہ یہ milk اچھا نہیں ہے۔ تو ہم اپنے دل کی اور ضمیر کی یہ بات سنیں کہ نہیں۔ اگر ہمیں نہ پتہ ہو تو اور بات ہے، لیکن جب ہمیں پتہ ہے کہ یہ چیز مضر صحت ہے تو ہم اس کو کیوں recommend کریں، ماؤں سے کیوں کہیں کہ ان کو یہ دودھ دیں۔ میں سب سے ہاتھ جوڑ کر عرض کروں گی کہ اس field میں doctors, nurses and staff وغیرہ ہیں، وہ سب اپنے آپ سے وعدہ کریں کہ ہم کسی بچے کے لیے outer feed نہیں دیں گے۔ Doctors کا دل بڑا نرم ہوتا ہے، اچھا بھی ہوتا ہے، ہر انسان میں اچھائی بھی ہوتی ہے اور برائی بھی ہوتی ہے۔ ہم اس بات کو پھیلائیں گے تو مجھے امید ہے کہ کوئی ڈاکٹر اپنے اوپر یہ گناہ نہیں لے گا کیونکہ یہ قرآن پاک میں بھی ہے اور یہ سب کو پتا ہے۔

جناب! میں نے دوسری بات آپ لوگوں سے یہ پوچھنی تھی کہ مجھے ابھی کسی نے بتایا ہے کہ babies والے دودھ کے 16 formulas ہیں۔ کیا Food department نے ان کو check and test کیا ہے کہ کون سا milk powder اچھا ہے اور کون سا خراب ہے۔ Food department سے یہ بھی کہیں گے کہ سارے milk powders check and test ہونے چاہییں جو خراب ہیں تو ان کو بند کرنا چاہیے۔ ان لوگوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کیں۔

جناب! میں تیسری بات یہ کہوں گی کہ جب بچہ ماں کی چھاتی سے لگتا ہے تو بچے کو ایک سکون، پیار اور محبت ملتی ہے، ماں کا دودھ بہت ہی پیار سے مل رہا ہوتا ہے تو بچوں میں پیار develop ہوتا ہے، اگر بچوں کو پیار نہیں ملے گا تو وہ کہاں سے پیار دیں گے۔ بچوں کو پیار اور سکون ملتا ہے، بچے خوش ہوتے ہیں اور ان کی nature بھی اچھی ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک point ہے، آپ سوچیں اور سب سے کہیں کہ بچوں کو breast feeding کرائیں، اس کے بہت ہی فائدے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ یہ جو قوم خراب ہو رہی ہے، وہ اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ بچوں کو breast

feed نہیں ملتی، اگر breast feed ملے، پیار ملے تو یہ بچے پیار، احساس اور سب کا خیال کرنے والے ہوں گے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Parliamentary Affairs please.

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ میں پہلے کچھ حقائق بتادوں کہ وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا ایک ماتحت ادارہ Pakistan Standard and Quality Control Authority ہے۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No cross talks please. Yes, Minister Sahib.

<u>Mr. Murtaza Solangi, Minister for Parliamentary Affairs</u>

جناب مرتضیٰ سولنگی: سینیٹر مشتاق احمد صاحب کو بہت سارے corruption کے گڑھ نظر آتے ہیں، مجھے پتا نہیں ہے کہ نگران حکومت نے کتنے قائم کئے ہیں اور پہلے سے کتنے موجود ہیں۔ جناب! یہ ادارہ ہے جس کا کام ہے کہ ہم جو دودھ درآمد کرتے ہیں، وہ اس کے معیار کا تعین کرے اور اس ادارے کا ایک Standardization Wing ہے، وہ اس دودھ کی quality کو monitor کرتا ہے۔ اداروں کے اپنے rules and regulations ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اس طرح کا formula milk بہت کم بناتا ہے۔ ہم جو دودھ درآمد کرتے ہیں، ہم 15000 ton formula milk ہم اس پر تین کروڑ چالیس لاکھ ڈالرز خرچ کرتے ہیں، import کرتے ہیں۔ ہمارے Senators نے بہت اہم باتیں کیں لیکن کچھ ایسے حالات ہوتے ہیں کہ ماں اپنا دودھ نہیں پلا سکتی، اگر خدانخواستہ! ماں کا انتقال ہو جائے جو کہ کئی مرتبہ ہو جاتا ہے تو پھر مجبوراً formula milk کے علاوہ کوئی حل نہیں ہوتا۔ آپ اس پر پابندی نہیں لگا سکتے، وہ مجبوراً دینا پڑے گا جب تک کوئی اور ماں، خالہ یا خاتون دستیاب نہ ہو جو یہ خدمت سرانجام دے۔

جناب! جو جدید سائنسی تحقیق ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، ماں کے دودھ کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ آپ اس طرح کوئی قوانین بنائیں، اس کو doctor کی prescription سے منسلک کر دیں یا کوئی دوسری تجاویز آ جائیں تو یہ بات ممکن ہے۔ ہمارے ملک میں مضر صحت اشیاء

کی فراوانی ہے، ہر سگریٹ کی ڈبی پر لکھا ہوتا ہے اور cancer والی تصویر بھی لگی ہوتی ہے لیکن ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ میں ایک اہم چیز بتانا چاہ رہا تھا کہ ہمارا ملک دودھ پیدا کرنے والے اہم ممالک میں شمار ہوتا ہے، ہمارا دودھ پیدا کرنے کے حوالے سے دنیا میں چوتھا نمبر ہے۔ گائے، بھینس اور بکری کا دودھ موجود ہے، اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب! یہ بات ہو رہی ہے کہ لوگوں کو تعلیم دیں تو پھر یہ معاملہ صرف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور خوراک کی وزارتوں سے نکل کر یہ اطلاعات ونشریات اور ثقافت پر بھی آ جاتا ہے۔ علماء، پوری سوسائٹی اور پورے معاشرے کے جو ارکان ہیں، وہ جب تک اس کی تعلیم نہیں دیں گے کہ ماں کا دودھ بچے کے لیے کتنا ضروری ہے تب تک یہ بات ممکن نہیں ہو گی۔ آپ کا بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: The motion has been talked out. Sit down doctor, please have a seat, thank you. Honourable Senator Zarqa Suharwardi Taimur, please move the motion.

ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

Motion under Rule 218 moved by Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur regarding the ways and means to control the non-developmental recurring expenditures of the Government

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ یہ ایوان حکومت کے غیر ترقیاتی/ جاری اخراجات کو کنٹرول کرنے کے لیے ذرائع کو زیر بحث لائے۔

جناب! یہ بہت ہی important issue ہے۔ FBR کا ایک notice ہے، میں وہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں، جو 13 جماعتوں کا گٹھ جوڑ PDM کے نام سے تھا، ان کی حکومت تھی، ہمارے بڑے قابل احترام شہباز شریف صاحب وزیر اعظم تھے، یہ memorandum 15 July, 2022 کو issue کیا گیا جس کا title "Austerity Measures for Financial year 2022- 2023" تھا۔ میں یہ آپ کو دکھا رہی ہوں، یہ FBR کا Finance Division Expenditure Wing کا تھا۔ انہوں نے جو باتیں point

out کی تھیں،انہوں نے کہا تھا کہ there shall be a complete ban on all types of vehicles purchase from current and developmental budget except utility vehicles, There shall also be a ban on creation of new posts except those required for developmental projects. جناب! ہم نے حکومت دیکھی، ہم نے سینیٹ اور قومی اسمبلی میں دیکھا کہ 2022 and 2023 میں اتنی بھرتیاں ہوئیں اور حکومت کے جتنے departments ہیں، ان کو کسی نے نہیں پوچھا۔ جناب! اتنی گاڑیاں آئیں، وزراء کے لیے Prado آئیں، اب ہم اس پر بھی legislation لانا چاہیں گے کہ وزراء کتنے باہر کے trips کر سکتے ہیں جب کوئی Prime Minister یا Minister بنتا ہے یا SA to P.M بنتا ہے، وہ ملک سے باہر کتنے trips کر سکتے ہیں کیونکہ یہ non-developmental expenditures ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے جو اس وقت کے Caretaker Prime Minister ہیں، یہ ہمارے سینیٹر تھے، وہ باہر گئے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ 150 لوگوں کا entourage ہے۔ ہماری حکومت کے لوگ باہر جاتے ہیں اور ان کے ایک دن کے notice پر programmes بھی change ہوتے ہیں۔ مجھے کسی نے بتایا کہ جب کوئی Prime Minister یا اس کے عہدے کا کوئی بڑا office bearer جب وہ ایک دن کے notice پر ملک سے باہر اپنا programme change کرتے ہیں تو کم از کم ڈیڑھ ملین ڈالر کا extra خرچہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا خرچہ ہوتا ہے کہ جس جہاز میں آپ جاتے ہیں اس جہاز کی air space 24 گھنٹے کے اندر آپ لیتے ہیں۔ آپ airport پر parking fee جو ڈالروں میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر entourage ہوتا ہے اس کا hotel stay جب آپ 24 گھنٹے کے نوٹس پر ہوٹل میں کمرے لیتے ہیں تو اتنے لمبے بل بنتے ہیں۔ پھر ان کا stay ہوتا ہے اور obviously ان کے باقی کام ہوتے ہیں تو اتنا خرچہ ایک ایسے ملک پر جہاں ہم ایک بلین ڈالر کے لیے اپنی عزت اور وقار کو مجروح کرتے ہیں، آپ کشکول لے کر جاتے ہیں۔ ان حالات میں اور اس طرح کے نوٹس جاری کرنے کے بعد کوئی پوچھ نہیں ہوتی، کوئی پکڑ نہیں ہوتی۔ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ لوگوں کو hire نہیں کریں گے۔ پھر بھی جناب دبادب لوگوں کی بھرتیاں ہوتی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ PIA کس طرح ختم ہو گیا کیونکہ اس میں اتنے لوگوں کی بھرتیاں ہوئیں۔ میں نے last time

بھی آپ کے گوش گزار کیا تھا کہ PIA پچھلے دو سالوں سے نہ UK جا رہا ہے اور UK London, Birmingham, Manchester میں اس وقت آپ کے Station Managers بھی ہیں، ان کے ساتھ باقی staff بھی ہے جن کو تنخواہیں بھی ملتی ہیں اور allowances بھی ملتے ہیں۔

میں آپ کے گوش گزار ایک اور بات بھی کرنا چاہوں گی۔ میں نے سینیٹ میں ہی ایک سوال پوچھا تھا کہ انہیں کتنی perks and privileges ملتی ہیں تو ہمارے Commercial Attachés کے حوالے سے بڑے مزے کا جواب آیا۔ انہوں نے اس بارے میں جو Annexure دیا تھا اس میں انہوں نے salary 189000 rupees تو پاکستانی روپوں میں دکھائی ہے لیکن Commercial Attaché کا ملک سے باہر جو Foreign Allowance ہے وہ ڈالرز میں ہے۔ وہ 4189 dollars ہے اسے جب آپ پاکستانی روپوں میں convert کریں تو 290 سے ضرب دینے سے یہ 12 لاکھ روپے بنتا ہے لیکن اس کو ہماری Finance Ministry کے جو بڑے سمجھدار لوگ ہیں انہوں نے ڈالرز میں دیا ہے۔ اس کے آگے ایک entertainment allowance لکھا ہوا ہے جو 1900 ڈالر ہے۔ وہ بھی 6 لاکھ روپے بنتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ایک Commercial Attaché جس کی تنخواہ دو لاکھ روپے سے کم ہے وہ 18 لاکھ روپے لے رہا ہے اور اسی سوال کے جواب میں ہماری منسٹری نے بتایا ہے کہ ہمارے 52 Commercial Attachés ہیں۔ یہ کس قسم کا ظلم ہے اور کوئی یہاں پر پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ان چیزوں پر سوال ہوں۔ کیونکہ جب تک ان سے سوال نہیں ہوں گے اور سینیٹ کا اصل کام بھی یہی ہے اور وہ تو ہم کرتے بھی ہیں۔ آپ کی مہربانی سے اس کے جواب بھی آتے ہیں لیکن جواب سے ہم satisfy نہیں ہوتے کیونکہ آدھے جواب کھائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے مبہم جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اب ہمیں یہ پتا کرنا ہے کہ اس وقت کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت 15 جولائی کا austerity measures سے متعلق جو Memorandum تھا اس کے جواب میں کیا ہوا۔ اسے کسی طرح سے بھی follow نہیں کیا گیا۔ وزیراعظم شہباز شریف صاحب نے کہا تھا کہ منسٹرز economy class میں سفر کریں، ہم نے تو نہیں دیکھا کہ کوئی economy میں گیا ہو۔ بلاول بھٹو صاحب کے بطور وزیر خارجہ بہت زیادہ foreign trips

ہوئے، اس کا کوئی حساب؟ کس حساب سے یہ پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ ایک عام آدمی جو ٹیکس دیتا ہے، فون پر بھی ٹیکس، دودھ پر بھی ٹیکس، بجلی پر بھی ٹیکس دیتا ہے، اب ہوا پر ٹیکس نہیں ہے تو وہ بھی ڈال دیں گے تو یہاں پر کس طرح کا طریقہ چل رہا ہے۔ فنانس منسٹری کیوں accountable نہیں ہے، جب FBR اس قسم کے notices issue کرتا ہے تو اس پر action کیوں نہیں لیا جاتا ہے؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مجھے یہ بہت اہم issue لگ رہا ہے اگر آپ اجازت دیں تو اسے کمیٹی میں discuss کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: بالکل جناب۔

جناب چیئرمین: اسے کمیٹی میں refer کر دیتے ہیں۔

Order No.27, honourable Senator Kamran Murtaza, please move the motion.

Motion under Rule 218 moved by Senator Kamran Murtaza regarding devaluation of Pakistani Rupee and shortage of US Dollars in the market

Senator Kamran Murtaza: It is moved that this House may discuss the devaluation of Pakistani rupee and shortage of US Dollars in the market resulting into high inflation and causing financial hardships for general public.

جناب چیئرمین: جی کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ڈالر کے درجات بلند ہونے کی بات ہے جس کے 1947 سے لے کر آج تک درجات بلند ہوتے رہے۔ حالانکہ ہم ڈالر والوں کے ساتھ رہے، ہمارا خیال تھا کہ ان کے ساتھ رہنے سے شاید ہمارے درجات بلند ہو جائیں گے مگر ہمارے درجات بلند نہیں ہوئے، ان کے درجات بلند ہو گئے۔ جب 1947 میں پاکستان بنا اس وقت ڈالر کے قیمت 3.31 تھی اور 1954 تک تین روپے اکتیس پیسے ڈالر کی قیمت رہی۔ اس کے بعد بڑی قیامت آئی جب 1955 میں یہ 3.91 پیسے کا ہوا۔ اس کے بعد 1956 میں 4.76 پیسے کا ہوا اور 1971 میں

جب fall of Dhaka مشرقی پاکستان کا سانحہ ہوا اس وقت تک ڈالر کی قیمت 4.76 پیسے برقرار رہی۔

سانحہ مشرقی پاکستان کی وجہ سے پھر اس میں اضافہ ہوا اور 1972 میں ایک دم 4.76 پیسے سے jump لے کر 11.01 پیسے پر آ گیا کیونکہ ملکی معیشت اس حد تک خراب ہو گئی کہ یہ problem ڈالر کو دگنے سے بھی زیادہ پر لے گیا مگر اس کے بعد کی حکومت نے اسے کسی حد تک سنبھالا دیا اور 1973 سے لے کر 1981 تک 9.99 پیسے پر ڈالر کی قیمت برقرار رہی۔ 1982 میں 11.85 پیسے، 1983 میں 13.12 پیسے، 1984 میں 14.05 پیسے، 1985 میں 15.93 پیسے، 1986 میں 16.65 پیسے، 1987 میں 17.04 پیسے، 1988 میں 18.00 روپے، 1989 میں 20.54 پیسے، 1990 میں 21.71 پیسے، 1991 میں 23.08 پیسے، 1992 میں 25.08 پیسے، 1993 میں 28.11 پیسے، 1994 میں 30.57 پیسے، 1995 میں 31.64 پیسے کا ڈالر ہوا۔ دیکھیں جناب اس کے درجات بلند ہوتے رہے ہیں حالانکہ ہم نے ان کی اچھی خدمت کی ہے مگر اس کے باوجود ڈالر کے درجات بلند ہوتے رہے مگر ہمارے درجات بلند نہیں ہوئے۔

1996 میں 36.00 روپے، 1997 میں 41.11 پیسے، 1998 میں 45.00 روپے، 1999 میں 51.90 پیسے، 2000 میں 51.90 پیسے، 2001 میں 63.50 پیسے ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اچانک 2002 میں تین روپے کا relief ملا اور 63 روپے میں سے 60 روپے پر آیا اور پھر 2003 میں ہی 57.75 پیسے پر آیا مگر یہ زیادہ دیر برقرار نہی رہ سکا۔ پھر 2004 میں trend change ہوا ہے 57.08 پیسے، 2005 میں 59.70 پیسے، 2006 میں 60.40 پیسے، 2007 میں 60.83 پیسے، 2008 میں 81.10 پیسے، 2009 میں 84.00 روپے، 2010 میں 85.00 روپے، 2011 میں 88.60 پیسے، 2012 میں 96.50 پیسے ہوا۔ اس کے بعد 2013 سے لے کر 107 روپے پر گیا اور اس کے بعد 2014 میں 103 پر آ گیا۔ 2015 میں 105 روپے، 2016 میں 104 روپے، 2017 میں جب میاں نواز شریف صاحب کو حکومت سے نکالا گیا اس وقت 110.01 پیسے پر تھا۔ اس بعد اس نے jump کیا اور 2019 میں 163 پر گیا ہے، 2020 میں 168، 2021 میں 179 روپے، 2022 میں 225 اور 2022

میں ہی ایسا بھی موقع آیا کہ 335 روپے میں بھی ڈالر دستیاب نہیں تھا۔ جو لوگ money exchange کا کام کرتے ہیں جب انہیں فون کرتے تھے تو وہ اس کے بعد چھپنا شروع کر دیتے تھے، وجہ اس کی معلوم نہیں کیا تھی، کیا یہ ڈالر smuggle ہو رہا تھا یا ادھر ادھر جا رہا تھا۔ اب بہت مشکل سے اس کو کنٹرول کرکے شاید 288, 287 روپے پر لایا گیا ہے، یا شاید بازار میں 290 روپے کا دستیاب ہوگا کس طرح سے لایا گیا ہے؟ اس کے لیے کوئی scientific طریقہ استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کے لیے طاقت کا طریقہ استعمال کیا گیا اور اس ملک میں طاقت کے اس طریقے سے ڈالر کنٹرول بھی ہوا یعنی 335 روپے سے 290, 287 روپے پر واپس آیا اور اس کے لیے طریقہ کیا استعمال کیا گیا ہے جو لوگ یہ کام کرتے ہیں ان کو ایسی جگہ پر لایا گیا، بٹھایا گیا جن کا وہاں پر کوئی کام نہیں تھا اور اس کے بعد ایک دو منٹ کی میٹنگ کی گئی اور ایک دو منٹ کی میٹنگ کے بعد آکر ان کو بتایا گیا کہ ہم اس کو اتنا دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ اس سے اسمگلنگ بھی کسی حد تک بند ہوئی۔

اس معاملے میں بہت سے سوالات ہیں ڈالر کے حوالے سے۔ ڈالر کا تعلق ہماری معیشت سے ہوتا ہے۔ میں نے جب 1947 کا چارٹ دیکھا تو مجھے ایسے لگا کہ یہ پاکستان کی آزادی کا سال نہیں تھا شاید امریکہ کی آزادی کا سال تھا۔ امریکہ کا ڈالر تین روپے کچھ پیسے میں مل رہا تھا یعنی پونے چار روپے کے لگ بھگ مل رہا تھا جس وقت پاکستان آزاد ہوتا ہے اور اس وقت ہمارا ان کے ساتھ ایک اور پونے چار کا فرق تھا۔ اس کے بعد پاکستانی معیشت ہمیشہ اچھی ہونی چاہیے تھی مگر ان 75 سالوں میں آپ trend دیکھیں کہ ماسوائے ان چند مہینوں کے جن میں زبردستی ڈالر کے ریٹ کو کنٹرول کیا گیا ہے۔ ڈالر کے ریٹ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی ہے اور اگر آج ایک روپے کا ہے تو کل ایک روپے دس پیسے کا ہوگیا، ایک روپے دس پیسے کا ہے تو ایک روپے بیس پیسے کا ہوگیا تو کیا کبھی اس معاملے پر جو ہمارا foreign exchange rate ہے کوئی بیٹھا ہے؟ کیا کوئی scientific طریقہ اختیار کیا گیا ہے آج سے پہلے؟ یا کم از کم آج بھی اور جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے کیا یہ مناسب طریقہ ہے؟ کیا اس طریقے سے ڈالر ریٹ کو برقرار رکھا جاسکے گا؟ اور اگر نہیں رکھا جاسکے گا تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ بہت سی چیزیں ہیں جن میں ہماری درآمدات اور برآمدات میں بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کی وجہ سے جو کچھ بھی ملک کے اندر آتا ہے اس کا اثر ایک عام آدمی پر پڑتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ

مہنگائی کا شکار رہتے ہیں ۔ مہنگائی کو اگر کنٹرول کرنا ہے تو اس ڈالر ریٹ کو کنٹرول کرنا ہوگا اور اگر کنٹرول کرنا ہے تو اس کے لیے آپ کو درست سمت میں جانا ہوگا، درست طریقہ استعمال کرنا ہوگا نہ کہ وہ طریقہ جو آپ نے استعمال کیا اور اب کسی کانفرنس میں آپ نے کہہ دیا کہ ہم اس ریٹ کو بہت جلد 250 روپے پر لے آئیں گے مگر جس کانفرنس میں آپ نے کہا اور جس شخص نے کہا آپ اس کو سو مرتبہ بھی 200 پر لے آئیں مگر وہ مصنوعی طریقہ ہے اور مصنوعی طریقے سے یہ ریٹ برقرار نہیں رکھا جاسکتا اور مصنوعی طریقے سے ریٹ قائم نہیں رکھے جا سکتے اس کے لیے وہ طریقہ استعمال کریں جس سے ultimately ملک کی معیشت ترقی کرے اور اس کے نتیجے میں خود بخود آپ کا foreign exchange rate ترقی کرے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز۔

Senator Mohsin Aziz

سینیٹر محسن عزیز: بہت شکریہ۔ سینیٹر کامران صاحب بہت اچھا ایک motion لے کر آئے ہیں ۔ یہاں پر اگر وزیر صاحبہ بیٹھی ہوتیں تو کم از کم ان سے کچھ سچ سن لیتے، کچھ جھوٹ سن لیتے اور باہر جا کر کم از کم یہ تو کہتے کہ ہم کچھ سن کر آئے ہیں۔ سولنگی صاحب اچھے آدمی ہیں ہمارے بھائی ہیں، دوست ہیں لیکن وہ جو لکھی لکھائی بات ہوگی وہ کرکے جائیں گے اب ہمارا بھی یہی کام ہے کیونکہ آج میرے تمام Agenda items deferment میں چلے گئے ہیں تو میں نے کہا اس پر تو کم از کم تھوڑی بہت بات کرلوں اور دیہاڑی تو لگالوں۔

جناب چیئرمین: آپ بھی دیہاڑیاں لگا رہے ہیں، اللہ خیر ہی کرے، محسن عزیز۔ دیہاڑیوں کا سن کر فوراً کھڑے ہوگئے ہو تاکہ اس پر بات کرسکوں۔

سینیٹر محسن عزیز: ہم تو چل چل کر ڈھائی گھنٹے میں وہاں سے آئے ہیں تو میں نے کہا چلیں اس پر بات کرلیں۔ بہرحال جناب چیئرمین! یہ ایک بہت اچھا موشن ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ سولنگی صاحب کو انہوں نے کچھ نہ کچھ ایسی چیزیں لکھ کر دی ہوں گی جو وہ ہمیں بتائیں گے، جن سے ہماری تشفی ہوسکے گی اور معاملے پر صرف بات پر بات نہ ہو بلکہ ہم اس سے کچھ آگے بھی جا سکیں۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ جب پاکستان بنا تو اس وقت ایک ڈالر تقریباً تین روپوں کا ملتا تھا۔ اب دیکھیں کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ ڈالر کا تعلق inflation کے ساتھ ہے، ڈالر کا تعلق

معیشت کے ساتھ ہے، ڈالر کا تعلق remittances کے ساتھ ہے، ڈالر کا تعلق imports and exports کے ساتھ ہے۔ یعنی اس کا overall تعلق معیشت کے ساتھ ہے۔ پھر ساتھ ساتھ اس کا تعلق اس کی smuggling اور دیگر عوامل کے ساتھ بھی ہے۔ اب یہ ایک عجیب سی بات ہے کہ پاکستان ترقی بھی کرتا گیا لیکن ساتھ ساتھ ڈالر اوپر بھی جاتا گیا۔ آپ یہ دیکھیں، انہوں نے ہر سال کے figures بھی بتائے ہیں، اگر آپ ان کا موازنہ کریں تو تقریباً 75 سالوں میں یہ ڈالر تین روپے سے 172 روپے تک گیا یعنی اس نے تقریباً 169 روپے کا jump لیا ان 75 سالوں میں۔ پھر تماشے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ جس چیز پر گفتگو ہونی چاہیے تھی یا جس کو مکمل طور پر investigate کرنا چاہیے تھا، کہ صرف ایک سال میں 172 روپے سے 335 روپے تک کیوں اور کیسے گیا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 75 سالوں میں ڈالر 170 روپے بڑھا اور صرف ایک سال میں بھی 170 روپے بڑھا۔ یہ ایک موازنہ ہے اور جس کو study کرنا بہت ضروری ہے۔ ہم یہاں پر کہتے رہے لیکن اس کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اور وہ یہ تھا کہ smuggling اور دیگر عوامل کی وجہ سے ہمیشہ سے Dollar open market and bank rates میں تقریباً ایک سے دو روپے کا فرق رہتا تھا۔ جب مشترکہ حکومت آئی ، اس نے پاکستان کی باگ ڈور سنبھالی تو اس میں فرق تقریباً ایک یا ڈیڑھ فیصد سے بڑھ کر سات فیصد پر چلا گیا۔ یعنی market rate and bank rate میں تقریباً 35 روپے سے 40 روپے کا فرق آگیا۔ اس کے عوامل کو کسی نے study نہیں کیا کہ ایسا کیوں ہوا؟ حالانکہ اس کے عوامل بالکل نوشتہ دیوار ہیں اور اس پر نظر آتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ یعنی جو deferred LCs کی باتیں تھیں اور جب ڈالر کا differential اتنا زیادہ ہوا اور remittances کم ہو گئیں لیکن اس کو control نہیں کیا گیا۔ اس کو جان بوجھ کر control نہیں کیا گیا یا ناسمجھی کی وجہ سے نہیں کیا گیا، یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے ہمارے معیشت دانوں اور ہمارے دیگر سوچ بچار کرنے والے لوگوں کے لئے بھی۔

بات یہ ہے کہ ہماری economy صحیح ہونے کی بجائے دن بدن ابتر ہوتی جا رہی ہے۔

ایک طرف ہم import substitution کی industry پر اگر ہاتھ رکھتے ہیں تو exports کم ہو جاتی ہیں۔ جب exports کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں تو import substitution کی industry متاثر ہوتی ہے۔ یہاں پر balance موجود نہیں ہے۔ ہم

یہاں پر بڑے بڑے economists کو لے کر آتے ہیں، بڑے معیشت دانوں کو لاتے ہیں، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس میں State Bank کا ایک بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ State Bank کو autonomy دینے کا مطلب ہی یہی تھا کہ State Bank ڈالر control کرنے میں اپنا کردار ادا کرے گا لیکن ہم نے دیکھا کہ یہ اپنا کردار ادا نہیں کر رہا ہے۔ اس کو حکومت کی طرف سے ایک instruction جاتی ہے کہ ڈالر کو اوپر لے جاؤ، ڈالر کو نیچے لے جاؤ یا IMF کی طرف سے instruction جاتی ہے کہ ڈالر کا rate یہ مقرر کرو۔ یہ ایک اچھا طریقہ نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ایسا کہیں نہیں ہوتا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب State Bank کو autonomy دی گئی تھی تو اس وقت یہی کہا گیا تھا کہ اس کو autonomous body اس لیے بنایا جا رہا ہے کہ تمام چیزیں جن میں interest rate وغیرہ ہے بشمول ڈالر ریٹ کو control کرے گا لیکن یہ ناکام رہا۔ میں یہاں پر یہ بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ہمارا ہمسایہ ملک افغانستان ہے، اس میں جو ابھی ایک حکومت آئی ہے، آپ ان کو study کریں، ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک motion discuss ہو رہا تھا expenditure کے بارے میں، آپ دیکھیں، ان کو study کریں کہ وہ ان کے تمام economists سارے کے سارے پاکستان سے پڑھ کر گئے ہیں۔ وہ Harvard سے پڑھ کر نہیں آئے، وہ Stanford سے پڑھ کر نہیں آئے ہیں، وہ کوئی LSE سے پڑھ کر نہیں آئے ہیں، وہ تمام کے تمام یہاں پاکستان سے ہی پڑھ کر گئے ہیں اور انہوں نے ایک یا ڈیڑھ سال کی مدت میں اپنی معیشت کو control کر لیا، انہوں نے اپنے ڈالر کو control کر لیا ہے، انہوں نے اپنے expenditures کو control کر لیا ہے، انہوں نے وہاں پر ایک corruption free economy بنا دی ہے جبکہ آج سے پہلے وہ one of the most corrupt nations تھیں لیکن آج انہوں نے control کر لیا ہے۔ میں اپنے economists کو یہ کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ بیٹھیں، ان سے سبق لیں کہ کس طریقے سے انہوں نے اپنا expenditure control کیا ہے۔ کس طریقے سے انہوں نے inflation کو control کیا ہے۔ کس طریقے سے law and order situation control کی ہے اور کس طریقے سے dollar کو control کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ

جب Finance Minister آتی ہیں تو اس طرح کے motions پر بات کیا کریں تا کہ ہماری ایک دوسرے سے گفت و شنید ہو سکے۔ مہربانی جی۔

جناب چیئرمین: اسی motion پر؟ آپ بھی dollar کو لے کر interested ہیں، جی افنان اللہ۔

Senator Dr. Afnan Ullah Khan

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: سینیٹر محسن عزیز نے کچھ باتیں کی ہیں میں ان کا جواب دینا چاہوں گا۔ بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر جیسے کہ سینیٹر کامران صاحب نے بتایا کہ 3.31 پیسے کا ڈالر تھا جب پاکستان بنا تھا۔ اس وقت سے لے کر 2018 تک آ جائیں تب 110 dollar روپے کا ہوا، اس میں تین دفعہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی، تین دفعہ PPP کی حکومت آئی، تین یا چار دفعہ Martial Law لگا اور پتہ نہیں کیا کیا ہوا ملک ٹوٹ گیا، سیلاب آئے، جنگیں ہوئیں، قحط پڑ گیا، زلزلے آئے مگر 110 dollar روپے کا تھا 2018 میں اور جب 2018 سے تبدیلی آ گئی تو وہ تبدیلی 110 کا 184 پر چھوڑ کر گئی، جب آخری دن تھا ان کی حکومت کا اور جب ایک ہفتہ کے بعد تبدیلی چلی گئی تو عمران خان صاحب فرما رہے تھے کہ ملک bankrupt ہو جائے گا۔ آپ مجھے بتائیں دنیا میں کون سا وزیر اعظم یا Opposition Leader اپنے ہی ملک کو bankrupt کرنے کے لیے پوری campaign چلاتے ہیں۔ جب آپ ایک ایسے آدمی کو جو اتنی اہم position پر رہا ہو اور وہ ملک میں campaign چلائے تا کہ ملک default میں چلا جائے تو پھر یہی ہو گا جو ہوا تھا۔ 110 Dollar سے 184 اور 184 سے 290 پر آگیا ہے۔ یہ اس مسئلے کی بنیاد ہے، یہ بات بھی سمجھیں کہ ملک ترقی کرتا ہے سچ بولنے سے، ملک social media پر false statements دینے سے ترقی نہیں کرتا، کہ آپ جھوٹی کہانیاں بنائیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایک project گنوانے کے لیے ہے؟ کوئی ایک motorway گنوانے کے لیے ہے؟ کوئی dam گنوانے کے لیے ہے؟ کچھ گنوائیں تو ہمیں، آپ نے قرضے double کر دیے، آپ نے ملک کا بیڑا غرق کر دیا۔

جناب چیئرمین: ڈالر پر ہی رہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: مجھے بتائیں 184 پر ڈالر کس نے چھوڑا تھا؟ جناب چیئرمین! میں انہیں بات نہیں کرنے دوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ ڈالر کے اوپر ہی بات کریں. please. جی میں نے بتا دیا ہے انہیں۔ تشریف رکھیں دوست محمد خان صاحب میں نے بتا دیا ہے۔ آپ Chair سے بات کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ بد تمیزی کرنے سے، گالیاں دینے سے ملک کی economy ٹھیک نہیں ہو گی۔ آپ نے اگر گالیاں دے دے کر ملک کی economy ٹھیک کرنی ہے تو آپ کر سکتے تھے، 9 years KP میں آپ نے لگائے ہیں اس صوبے کو تباہ کر کے گئے۔ 100 ارب روپے اس کا debt تھا 900 ارب روپے چھوڑ کر گئے ہیں۔ وہ 250 dams کدھر ہیں جن کے آپ نے وعدے کیے تھے، وہ 50 لاکھ نوکریاں کدھر ہیں؟ آپ روز ہمیں باتیں کریں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Senator Danesh Kumar.

محسن صاحب میں آپ کو دیتا ہوں۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: میں کامران مرتضٰی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اتنا سنجیدہ موضوع لے کر آئے اور ہمیں دیکھیں اس چیز میں بھی ہم نے groups بنائے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے میں اچھی تجاویز دیں کہ اس کو کس طرح سے control کیا جا سکتا ہے؟ میں آپ کو floor of House کہتا ہوں کہ dollar جو اس قدر بڑھا ہے اس تباہی کے ذمے دار ہم سب ہیں، تمام Parties بشمول ہم، کیونکہ یہ سب ہم سب کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب عجیب پیٹنا ہے کہ اس پارٹی نے کیا یا اس پارٹی نے کیا، اب ہمیں مستقبل کے بارے میں سوچنا ہے اور میں داد دیتا ہوں نگران حکومت کو، میں داد دیتا ہوں ہماری فوجی قیادت کو SIFC کو، یہ ہنس رہے ہیں سارے ان کے پاس حاضریاں دیتے ہیں اور یہاں پر ہنس رہے ہیں۔ ہم دن کے اجالے میں ملنے والے ہیں اور یہ رات کے اندھیرے میں ملتے ہیں اور ابھی مجھ پر ہنس رہے ہیں، یہ عجیب بات ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ SIFC نے اور نگران حکومت نے جس طرح سے ہماری business community کا دل جیتا ہے میں کہتا ہوں ایسا تاریخ میں کبھی بھی نہیں ہوا ہوگا۔ 340 Dollar تک گیا اور جب انہوں نے ایک page پر ہو کر، ایک طریقے سے ان کو قابو کیا تو آپ دیکھیں کہ 275 ,285 dollar تک گیا۔Money changer رو رہے ہیں کہ ہمارے پاس dollar ہے پر خریدنے والا کوئی نہیں ہے۔ ہمیں ان policies کی favour کرنی چاہیے اور یہاں یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ کوئی بھی حکومت آئے اس تسلسل کو برقرار رکھے تاکہ کاروباری حضرات کا اعتماد ہو۔ دلاور خان صاحب یہاں بیٹھے ہیں، انہوں نے مجھے کہا کہ دنیش کمار میں اس حکومت سے خوش ہوں، پہلے ہماری LCs نہیں کھلتی تھیں آج ہماری LCs کھل رہی ہیں، ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ ہمیں داد دینی چاہیے، کسی کے خلاف propaganda نہیں کرنا چاہیے اور میری جناب چیئرمین! آپ سے بھی گزارش ہے کہ جو بھی آئندہ حکومت آئے اس تسلسل کو برقرار رکھے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں ایک منٹ دیتا ہوں آپ کو، محسن صاحب دیتا ہوں، جی محسن عزیز۔

Senator Mohsin Aziz

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! یہ جو agenda ہے بہت serious ہے اور اس پر سنجیدگی سے بات کرنی چاہیے۔ میں نے کسی حکومت یا کسی بھی آدمی پر اعتراض نہیں کیا۔ جو دنیش صاحب نے کہا میں ان کے ساتھ agree کرتا ہوں کہ continuous policies ہی کی وجہ سے ہم یہاں پہنچے ہیں لیکن میں افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ جب اس پر بات ہوتی ہے بعض لوگ اس subject کو سیاست کی نظر کر دیتے ہیں۔ یہ سنجیدہ subject ہے جس پر بیٹھ کر بات کرنی چاہیے کہ ہماری economy خراب سے خراب تر کیوں ہو رہی ہے؟ ہماری inflation کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟ ہماری industry کم کیوں ہوتی جا رہی ہے؟ ہماری exports کیوں stagnant ہیں؟

یہ باتیں کرنے والی ہیں لیکن یہاں عمران خان کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں، میں نے تو کسی کا نام نہیں لیا۔ میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ یہ statistics ہیں، یہ کبھی dam پر چلے جاتے ہیں، کبھی سڑک پر چلے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ سارا programme خراب ہو گیا ہے۔ ہمارا

programmeاسی طرف چلا جاتا ہے اور جو سیاست کی بات ہوتی ہے اس کی وجہ سے ہماری تمام چیزیں خراب ہو جاتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ بہت serious noteہوتا ہے، یہ سنجیدہ باتیں ہیں میری اپنے بھائیوں سے یہی گزارش ہے کہ اس کو سیاست کی نظر نہ کریں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Dilawar Khan.

Senator Dilawar Khan

سینیٹر دلاور خان: شکریہ جناب چیئرمین!

جب سے چلے گئے وہ بہاروں کو لوٹ کر
حسن بہار کے وہ نظارے نہیں رہے

جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ نے دل کو بغیر ہڈی کے پیدا کیا ہے اور اسی طرح زبان کو بھی بغیر ہڈی کے پیدا کیا ہے۔ ہمیں ایسی گفتگو کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں اس وجہ سے بغیر ہڈی کے پیدا کی تھیں تاکہ انسان سخت زبان نہ بولے، دل میں رحم رکھنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تھا۔ کامران مرتضیٰ صاحب نے dollarکے حوالے سے جو point raise کیا ہے اس پر میں بات کرتا ہوں کہ جو 3 روپے کا ڈالر تھا۔ اس discussion سے ایسا ماحول پیدا ہوا ہے اور ایسا لگ رہا تھا کہ 335 dollar تک میں نے پہنچایا ہے یا کامران مرتضیٰ صاحب نے۔ جناب چیئرمین! اس میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔ تین روپے سے ڈالر کا increase or decrease ہونے کا اختیار جن لوگوں کے پاس رہا اور اس وقت dollar jumpلگا رہا تھا تو یہ ان کی ذمہ داری ہے۔

چیئرمین صاحب! میں کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا۔ ہمیں مل بیٹھ کر سوچنا ہوگا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے۔ تین چار مہینے پہلے essential itemsکی LCsنہیں کھل رہی تھیں اور ڈالر کی inter-bank اور open market کی price میں چالیس روپے کا فرق تھا۔ اس نگران حکومت نے کون سا mesmerism اپنایا جس سے ڈالر بھی نیچے آیا اور inter-bank اور open market میں ڈالر کی قیمت میں صرف ایک دو روپے کا فرق نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح اگر اسٹاک ایکسچینج کا index بھی آپ دیکھ لیں تو وہ آسمانوں پر جا رہا ہے۔

چیئرمین صاحب! یہ کسی ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے کہ جتنے بھی competent لوگ ہوں، خواہ وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں، وہ مل بیٹھ کر اور سر جوڑ کر اس چیز کو address کریں کہ ہم اس economy کو اور اس ڈالر کو جو روزانہ کی بنیاد پر jump لگا رہا ہے، اس کے متعلق کون سا ایسا mechanism وضع کریں تاکہ یہ control میں رہے۔

ہمارے ملک کے بعد جو ممالک آزاد ہوئے ہیں، وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں جبکہ ہم روزانہ کی بنیاد پر، پچھلی حکومت میں جو 16 مہینے کی حکومت تھی، آپ دیکھ لیں کہ IMF کے ساتھ کتنی سخت شرائط کے ساتھ ہم گفتگو اور negotiations کر رہے تھے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی دلاور خان صاحب! مہربانی کر کے wind up کریں۔

سینیٹر دلاور خان: جناب! دو منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔ کامران مرتضیٰ صاحب نے یہ جو ڈالر کا اور معیشت کا اتنا اہم issue اٹھایا، وہ اس لیے نہیں اٹھایا کہ ہم اس issue پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں اور ایسا ماحول پیدا ہو کہ ایک دوسرے کی لیڈرشپ کو برا بھلا کہا جائے۔

جناب چیئرمین! ہمارے گاؤں میں ایک آدمی تھا جو کہ ایک آنکھ سے کانا تھا۔ اس کو ہم بٹہ کہتے ہیں۔ کسی نے آواز دی کہ او بٹہ یعنی او کانے! کیا حال ہے؟ اس نے پتھر اٹھایا اور اس کو دے مارا۔ وہ کہنے لگا کہ یا اللہ! کون سے دن کے لیے ہم رہ گئے ہیں کہ اب کانے کو کانا بھی نہیں کہہ سکتے۔ للذا، کامران مرتضیٰ نے ابھی جو ڈالر کا issue اٹھایا ہے، وہ اس لیے اٹھایا کہ ہم کانے کو کانا کہیں، بٹہ کو بٹہ کہیں اور اس کی کوئی remedy تلاش کریں کہ اس کی کیا remedy ہوگی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد ہمایوں مہمند۔

Senator Muhammad Humayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! شکریہ۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے جو بات اٹھائی ہے، بہت اہم ہے اور یہ ایک بہت depth والی بات ہے۔ انہوں نے دو منٹ لگائے آپ کو پوری history بتانے کے لیے کہ ڈالر کب، کہاں سے اور کیسے کیسے بڑھتا گیا ہے۔ ایک خاص وقت

آیا، اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ ڈالر کا جو rise تھا، بڑا sharp تھا۔ اب generally ایک چیز ہوتی ہے جسے watershed line کہتے ہیں۔ جب آپ watershed line کو پہنچ جاتے ہیں تو اس کے بعد بڑی steep صورتحال ہوتی ہے، تب کوئی چیز گر رہی ہوتی ہے یا پھر اوپر کی طرف جاتی ہے۔ اگر ہم ڈالر کے rise کو negatively لیں تو یہ اس watershed line کی وجہ سے ہم ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے تھے جہاں سے ایک دم ہمارے پاس چیزیں بہت کم ہو گئیں۔ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ ڈالر کی جب demand بڑھتی ہے تو ڈالر demand and supply کے لحاظ سے اوپر ہوتا ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ملک میں ڈالر آئے گا کیسے جس کی وجہ سے stability ممکن ہوسکے گی۔ اس کا جواب exports ہیں۔

ابھی ہمارے ایک محترم سینیٹر صاحب نے تو پوری تقریر کر دی اور ایک پارٹی پر ہی ساری ذمہ داری ڈال دی لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے پچھلے تین یا چار ادوار کے دوران تو مجھے کبھی exports بڑھتی ہوئی نظر نہیں آئیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ادوار میں exports were always at the lowest. انہوں نے کبھی برآمدات پر توجہ نہیں دی۔ That is one of the reasons کہ پاکستان کو آج تک جو سب سے بڑا نقصان ہوا، وہ تب ہوا جب پاکستان کی تمام انڈسٹری nationalize ہوئی تھی جس سے پاکستان کو ایک بہت بڑا industrial setback ہوا تھا۔ Before that Pakistan was doing really well. After that in 1980s and 1990s, we see that Pakistan did very badly when it comes to the exports. اس عرصے میں پاکستان میں foreign direct investments نہیں آئیں۔ یہ یاد رکھیں کہ exports and remittances دو چیزیں ہیں جو پچھلے ساڑھے تین یا پونے چار سال جب پاکستان تحریک انصاف کی حکومت تھی، اس میں سب سے زیادہ record ہوئی ہیں۔ یہ دو اہم sources ہوگئے۔ اس کے بعد تیسری foreign direct investment ہوتی ہے۔ چوتھے نمبر پر foreign aid and loan آتے ہیں۔ میرے خیال میں loan کوئی اچھی چیز نہیں ہوتی لیکن اصل چیز یہ ہے کہ ہم لوگوں نے کیا کیا؟

ہمارے سامنے ایسی ایسی مثالیں ہیں، ماشاءاللہ، دو تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، سولہ، سترہ، اٹھارہ سال کی عمر والے، ہمیں چاہیے ان کو بلوا کر پتا تو کریں کہ وہ اتنی جلدی billionaire کیسے بنے۔ وہ ہمیں بھی بتائیں کہ billionaire بننے کا کیا طریقہ ہے کہ جو نہی آپ سترہ یا اٹھارہ سال کے ہوتے ہیں تو billionaire ہو جاتے ہیں۔ کچھ ہمارے بھی ایسے financial gurus ہیں جن کو آکر وہ سکھائیں کہ پاکستان میں جو باقی بچے ہیں، وہ بھی تو ذرا billionaire بن جائیں۔ اگر billionaire نہیں بنتے تو کم از کم لکھ پتی ہی بن جائیں۔ اتنا تو کر لیں۔ ہمیں یہ چیزیں بھی دیکھنا پڑیں گی۔

انہوں نے ساری باتیں کی ہیں۔ 2018 کے بعد جو تین مہینے کا period تھا، جو کہ درمیان میں ایک نگران حکومت آئی تھی، ان تین مہینوں میں ڈالر 110 سے لے کر 148 تک چلا گیا تھا۔ اس کے بعد باقی کے ساڑھے تین سالوں میں وہ تقریباً تیس چالیس روپے اور اوپر گیا تھا۔ اس کے بعد کی بات ہے جو اٹھارہ مہینے جو ہمارے لیے خاص طور پر ایک imported بندے بھی آئے تھے، جنہوں نے آکر ڈالر کو اور دوسری چیزوں کو ٹھیک کرنا تھا، اس میں تو ڈالر کوئی سوا سو روپے اوپر چلا گیا۔ اگر آپ اصل مسئلے کی طرف نہیں آئیں گے تو یہ چیز کبھی ٹھیک نہیں ہو گی، وہ یہ ہے کہ پاکستان کی economy کو آپ نے export oriented کرنا ہے۔ اگر آپ اسے export oriented نہیں کریں گے، ایک چیز اور یاد رکھیں کہ dollar کیوں strengthen ہوتا ہے؟ جب آپ اپنا interest rate بڑھا دیتے ہیں تو وہ in a way economy کو negative impact کرتا ہے کیونکہ circulation of money رک جاتی ہے، لوگ بینک میں پیسے رکھ کر save کرنا بہتر سمجھتے ہیں as opposed to کہ وہ market میں لے کر آئیں اور اسے circulate کریں۔ جب آپ market میں نکل آئیں گے، circulate کریں گے، job creation ہو گی، economy circulate کرے گی، پیسا بھی آئے گا، ہر چیز بڑھتی جائے گی۔ آپ دیکھیں کہ بہتر قسم کی حکومتوں میں جب بھی اس طرح کی چیزیں آتی ہیں وہ اپنا interest rate کم کر دیتی ہیں، وہ اس لیے کم کرتے ہیں کہ وہ economy کو boost کریں۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت interest rate 22% تک ہے، کسی کا دماغ خراب ہے

کہ وہ business کرے اور پیسا لگائے، risk لے۔ سب نے اپنے پیسے بینکوں میں رکھے ہوئے ہیں، کہاں سے circulation of money ہو گی؟

جناب والا! اگر آپ دیکھیں کہ unfortunately پاکستان میں آج تک ہم لوگوں نے اپنی industries کو سامنے رکھتے ہوئے چیزیں کی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم جسے ہنڈی یا indirect channel کہتے ہیں، again اس کی بھی ایک وجہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی open market and Government rate میں بہت فرق ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ لوگ LCs نہیں کھولنے دیتے، PTI کی حکومت کے آخری دنوں میں ایک بہت بڑا factor آیا تھا جس میں کہتے ہیں کہ بہت زیادہ import ہو رہی تھی، اگر آپ اسے کھول کر دیکھیں تو اس میں large scale industries کی بہت زیادہ import ہو رہی تھی۔ اس وقت industry boom کر رہی تھی، ہم نے صرف ایک بندے کے بغض کی وجہ سے اسے جا کر یکدم بٹھا دیا۔ یہ on record ہے، آپ پاکستان کی political parties کی history دیکھ لیں اگر ایک political party جس کے tenure میں دو مرتبہ GDP 6% کو touch کیا تو وہ صرف اور صرف PTI ہے۔ کسی اور political party نے اپنے ایک دور میں دو مرتبہ GDP 6% کو touch نہیں کیا۔ PML (N) جو اپنے آپ کو بہت زیادہ کہتی ہے اور ہمارے قائد ایوان، ان کے Finance Minister نے ڈالر کو artificially روکنے کی کوشش کی، artificially کبھی نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: ڈالر پر؟

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جی بالکل۔ اسی ڈالر کو artificially روکنے کی کوشش کی، کوئی بات نہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر کوئی بات تو ہے نا جی، دوسروں کا بھی خیال رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! ایک منٹ۔ جیسے دنیش صاحب نے بھی کہا اور باقی سب لوگ بھی کہتے ہیں، ہمیں ایک مرتبہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا پڑے گا۔ جناب والا! آپ خاص طور پر ایک چیز کریں، ہمارے جتنے بھی سیاستدان رہے ہیں، جو family oriented چلے

آ رہے ہیں، میں چاہوں گا کہ ان لوگوں کی tax returns and growth کو بھی ذرا دیکھیں کہ وہ سالانہ کس لحاظ سے اور کیسے بڑھ رہے ہیں۔ اگر تمام پاکستان کی economy اور چیزیں نیچے جا رہی ہیں، وہ ایسا کیا کام کر رہے ہیں کہ ان کی economy اوپر جا رہی ہے اور پاکستان نیچے جا رہا ہے۔ ان چیزوں کو ذرا سامنے رکھیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ اصل problem کہاں ہے۔ اصل problem conflict of interest کا ہے، اصل problem اس جگہ ہے کہ ہم لوگ پاکستان کی بجائے اپنی industries کو promote کر رہے ہیں، ہم پاکستان کی بجائے اپنے آپ کو promote کر رہے ہیں، اپنے خاندانوں کو promote کر رہے ہیں۔ ہم جب تک اس سے نکل کر پاکستان کے لیے فیصلے نہیں کریں گے تب تک ڈالر بھی نیچے نہیں آئے گا اور ہم بھی اوپر نہیں جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معزز قائد ایوان۔

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): شکریہ، جناب چیئرمین۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ میں شاید اس debate پر ایوان کا وقت بچاتا اور intervene نہ کرتا لیکن میرے خیال میں کچھ ایسی باتیں کی گئی ہیں جن کے جوابات record پر ہونا ضروری ہیں۔ جہاں تک rupee کی devaluation کا تعلق ہے اور پھر اس کے نتیجے میں جو تباہیاں ہیں، مہنگائی ہوتی ہے اور پھر اسے قابو کرنے کے لیے monitory policy trigger ہوتی ہے، State Bank interbank rate کو بڑھاتا ہے۔

میں آج سے نہیں پچیس سالوں سے ذاتی طور پر devaluation کو mother of economic evil کہتا ہوں۔ دوسری ایک حقیقت ہے we are not federal reserves of Bank of England کہ ہمارے پاس unlimited reserves ہیں۔ انہوں نے ایک band مقرر کیا ہوا ہے کہ اگر sterling اس سے اوپر جائے گا تو Bank of England intervene کرے گا، اس سے نیچے جائے گا تو خرید یا فروخت ہو گی اور اسی طرح federal reserves ہیں۔ اسی طرح بڑی economies ہیں۔ ہمارے ہاں

limited reserves ہیں اور یہاں handful of speculators ہیں، آج سے نہیں ہیں، پچیس سالوں سے ہیں، ابھی یاد کرواؤں گا، یاد آ جائے گا، وہ پچیس سالوں سے ہیں for their small gains, اس زمانے میں may be کروڑوں، ابھی اربوں، وہ صرف اپنے small gains کے لیے ملک کو hundreds of billions کا نقصان پہنچاتے ہیں۔ میں یہ تجربہ تین مرتبہ کر چکا ہوں۔

جناب والا! میں 99-1998 سے شروع کروں گا۔ اگر یاد ہو کہ September, 1998 میں detonation کے بعد جو حالات تھے، میں اس وقت Minister for Commerce تھا۔ ایک دن mid of the day Dollar Rs. 69 پر پہنچ گیا، جب detonation شروع ہوئی تو ڈالر کا official rate تقریباً Rs. 51, 52 کے درمیان تھا۔ آپ کو آج بھی State Bank سے اس کی تفصیل مل جائے گی کیونکہ daily closing کا record موجود ہے، اُس کی closing Rs. 67 پر ہوئی۔ اس وقت حالات کچھ اور تھے، پاکستان پر پابندیاں لگی ہوئی تھیں، IMF کا programme معطل ہو چکا تھا، دنیا up in arms تھی کہ پاکستان کو سزا دینی ہے کیونکہ یہ ایک nuclear قوت بن گیا ہے، ہم نے انہیں پانچ ارب ڈالر کا package بھی offer کیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میاں نواز شریف صاحب نے جرأت کا مقابلہ اور پانچ ارب ڈالر کو ٹھکرا کر پاکستان کو ناقابل تسخیر، یعنی security کے حوالے سے ملک کو ایک مضبوط قوت بنا دیا۔ وہ بہت مشکل فیصلہ تھا، میں اس فیصلے میں ان کے ساتھ تھا، 28^{th} May کو National Defence University جو اُس وقت National Defence College تھا اور جنرل جہانگیر کرامت نے presentation دی تھی کہ ہمارے پاس کون سے armaments ہیں، ہمارے پاس کون سی defence کی چیزیں ہیں اور ہمارے neighbour کے پاس کتنی چیزیں ہیں۔ ہمارا تو اس وقت بھی بہت بڑا فرق تھا اگر ہم وہ نہ کرتے تو we would have been exposed to any danger in future, particularly after 9/11. خدانخواستہ اگر پاکستان ایٹمی قوت نہ ہوتا، 9/11 کے بعد گیارہ مہینے دونوں ملکوں کی فوجیں eyeball to eyeball کھڑی رہیں، آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کا پڑوسی آپ کو چھوڑتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت اور میاں نواز شریف صاحب کی جرأت

تھی۔ اُس وقت پانچ ایٹمی دھماکوں کے مقابلے میں چھ ایٹمی دھماکے کیے گئے تو پھر دشمن کو پتا چل گیا کہ اگر ہم ان کے ساتھ پنگا لیں گے تو یہ بھی ہمارے اوپر وہی کام کر سکتے ہیں، اس لیے انہیں جرأت نہیں ہوئی۔ ہم نے دیکھا کہ اس کے بعد انڈیا کے وزیر اعظم by bus پاکستان آئے اور انہوں نے پہلی مرتبہ پاکستان کی existence کو مینار پاکستان کے نیچے قبول کیا۔ آج بھی وہ تاریخی document موجود ہے، انہوں نے کہا کہ ہم تمام مسائل افہام و تفہیم اور negotiation کے ذریعے حل کریں گے بشمول کشمیر کے مسئلے کے، we have just lost that opportunity. اس کے بعد ہم نے کارگل کا پنگا لے لیا، I don't want to just repeat that, I want to come on the main subject. اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

جناب والا! devaluation کا مسئلہ بہت serious مسئلہ ہے اور میں اسے mother of economic evil سمجھتا ہوں، سمجھتا تھا اور سمجھتا رہوں گا جب تک کوئی آ کر مجھے convince نہ کرے کہ یہ نہیں ہے۔ Regardless of the reasons and little bit blame game, اس پر ہر ایک اتفاق کر رہا ہے کہ ایک stable currency ہی کسی ملک میں ترقی کا باعث بنتی ہے۔ Middle East کے تمام ممالک کوئی بے وقوف ہیں، ان کی چالیس چالیس سالوں سے currency کی value ایک چل رہی ہے۔ ان کا جو سارا revenue آتا ہے، US$ 17 per barrel رہا ہے اور US$ 130 per barrel رہا ہے لیکن ان کی currency کے جو rates ہیں vis-a-vis the dollar and sterling تو نہیں بدلے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی debate ہے جس میں اگر آپ ماضی دیکھیں تو جب مجھے 6 نومبر 1998 کو پہلی مرتبہ Ministry of Finance ملی تو اس وقت ڈالر 69 روپے کا تھا۔ اس وقت ہمارے خلاف crackdown start ہوئی اور میں crackdown کا لفظ ہی استعمال کروں گا۔ Within a matter of month, dollar came down to 51 or 52 rupees. اس کے بعد coup والے دن تک وہ 52 روپے کا رہا and it was totally stable. دوسری بات ہم fast forward 2013-14 میں آتے ہیں۔ اس دوران ہماری حکومت نہیں تھی۔ پہلے ایک military

رہااور اس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی۔ اس کے بعد کیا ہوا کہ آناً فاناً پہلے dictator
ڈالر 100 روپے کو پہنچی اور اس کے بعد چند مہینوں میں open market میں 114 اور
interbank market میں 111 تک جا پہنچی۔ پنڈی کے ایک سیاستدان نے اس وقت
حکومت کو یہ چیلنج کیا تھا کہ اگر ڈالر دوبارہ 100 روپے سے نیچے آیا تو وہ ہمیشہ کے لئے سیاست چھوڑ
دے گا۔ ابھی جو ہمارے ساتھی اپوزیشن میں بیٹھے ہیں، وہ ان کی جماعت کا اتحادی تھا۔ آپ نے دیکھا کہ
پھر ڈالر 100 روپے تک نیچے آیا۔ 2014 کے بعد for almost 4 years, the
Pakistani currency remained stable at 104 or around that.
اس وقت وہ بس چند پیسے اوپر یا نیچے ہوتا تھا۔ آپ سب لوگوں کے پاس فون ہیں۔ ابھی 12 دسمبر
2017 کی Bloomberg report Google کریں۔ اس وقت Bloomberg کیا
لکھتا ہے؟ وہ لکھتا ہے کہ "Pakistan's currency has been the most
stable currency in the South Asia since 2014 except
recent spike". میں نے اکتوبر 2017 میں Ministry of Finance کا charge
چھوڑا۔ اس کے بعد formally on 21 November, I resigned. پھر دسمبر میں
the rupee started showing flexibility.

جناب! ابھی میرے ایک دوست نے یہاں بات کی۔ یہ اس وقت ان کا بڑا standard
claim or blame ہوتا تھا حالانکہ میں کسی blame game میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن اس
کا جواب دینا ضروری ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ڈالر کو 104 روپے پر رکھنے کے لئے میں ہر مہینے 2
billion dollar کی intervention کرتا تھا۔ آپ 42 مہینے حکومت میں رہے۔ بقول آپ
کے آپ کے پاس 82 بلین ڈالر کے reserve تھے۔ آپ نے کیوں intervene نہیں کیا۔
Your information is totally political, biased, wrong and you can verify it from the data of State Bank of Pakistan.
دوسری بات جہاں تک Central Bank کا تعلق ہے، to a certain degree, it
does intervene. ہمارا State Bank بھی اپنی capacity کے مطابق
intervene کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اتنا پیسہ نہیں ہے کہ وہ Federal Reserve,
Bank of England and Bank of Japan کی طرح intervene کرے۔ میں

اپنے بھائی کو چیلنج کرکے یہ کہتا ہوں کہ وہ یہ سوال کرے کہ 2013 سے 2017 تک State Bank نے کتنی interventions کیں حالانکہ Minister of Finance کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور from 2018-22 before they left the Government, State Bank نے کتنی interventions کیں۔ They will be amazed to see کہ ان کی interventions زیادہ تھیں جب انہوں نے ڈالر کو 182 سے 152 تک پہنچایا۔ بات کرنے سے پہلے آپ facts verify کرلیا کریں۔ You are most welcome to put a question and get the answer from State Bank of Pakistan کہ 2013 سے 2017 تک حکومت نے نہیں بلکہ State Bank نے کتنی interventions کیں اور 2018 سے 2022 تک کتنی کیں۔ آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا۔

جناب! انہوں نے پورے ملک میں یہ campaign چلائی تھی کہ اسحاق ڈار نے ہر ماہ 2 بلین ڈالر کے ذریعے intervene کرکے ڈالر کو 104 روپے پر رکھا ہوا ہے۔ آپ نے کیوں 42 مہینے intervention نہیں کی جبکہ آپ کے ساتھ 84 بلین ڈالر کے reserve ہونے تھے so that was misinformation and false statement given to you and I do not blame my brother for this. ہم نے یہ عادت بنالی ہے کہ ہم جو کچھ سنتے ہیں، اسے verify کیے بغیر accept کرلیتے ہیں۔ اب اس پر آتے ہیں کہ اس کا کیا حل ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ devaluation of currency ایک تباہ کن چیز ہے۔ میری 25 سال سے اسی subject پر bookish academicians سے situation of intervention پر لڑائی ہو رہی ہے۔ They consider me the enemy of devaluation and I am happy to have that title from them. اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے بھی economics پڑھی ہے۔ Most of us have studied economics either at graduation or post-graduation levels. یہ ایک کتابی بات ہے کہ جب آپ کی currency devalue ہوگی تو آپ کی exports بڑھیں گی۔ Pakistan does not have a trade surplus. میرا یہ ہمیشہ counter argument رہا ہے کہ ہم چین نہیں ہیں کہ جب وہ اپنی

کرنسی 3 یا 4 فیصد devalue کرتا ہے تو ان کے billions of dollars کے فوری طور پر export orders آجاتے ہیں۔ ہمارے exporters تو orders لینے کے بعد manufacturing start کر دیتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہماری exports میں تقریباً 60 سے 65 فیصد imported components شامل ہوتے ہیں تو ہمیں کسی بھی حوالے سے devaluation suit نہیں کرتی ہے۔ What is the export percentage of GDP? It is less than 9 per cent. ہم پھر بعد میں 91 فیصد economy کو تباہ کرکے رکھ دیتے ہیں۔

جناب! روزانہ ٹی وی پر آکر رونے والے pseudo intellectuals and believers of devaluation جو کہتے ہیں کہ اسحاق ڈار، ڈالر کو 104 روپے سے ہٹنے نہیں دیتا، آج کل غائب ہیں۔ اس دوران ہماری exports کتنی بڑھیں۔ جب نئی حکومت آئی تو اس نے ڈالر کو کھلا چھوڑ دیا and I do not blame them for this. I think my honorable colleague has some wrong information تو میں دوبارہ یہ number correct کردوں کہ نواز شریف اور میں نے ڈالر 104 روپے پر چھوڑا، شاہد خاقان عباسی نے 115 روپے کے درمیان چھوڑا اور پھر نگران حکومت نے اسے 124 روپے پر چھوڑا۔ شاہد خاقان عباسی کے زمانے میں 10 rupees کی devaluation ہوئی اور پھر 10 روپے کی devaluation, caretaker Government میں ہوئی۔ محترمہ شمشاد اختر جو ابھی نگران وزیر خزانہ ہیں، یہ اس وقت بھی وزیر خزانہ تھیں۔ اس کے بعد جب پہلے تین سالوں میں اس وقت کی حکومت نے ڈالر کو on the advice of bookish economists and international institutions چھوڑا تو اس کا حال کیا ہوا۔ پہلے تین سالوں یعنی 2018-19-20 میں ہماری exports 800 million dollars بڑھیں۔ اس کے نتیجے میں ہمارے loans میں in terms of dollars, 20 billion dollars کا اضافہ ہوا۔ ایک ڈالر بڑھنے سے public debt میں تقریباً 100 ارب ڈالر کا اضافہ ہوتا ہے۔ جب ہم نے حکومت چھوڑی تو اس وقت public debt 70 billion dollars تھا۔ جب ان کی حکومت نے چھوڑا تو اس وقت یہ 100 ارب ڈالر تھا۔ اس وقت debt

and liability تقریباً100 ارب ڈالر کے قریب تھی اور ابھی 130 ارب ڈالر کے قریب ہے۔ بات یہ ہے کہ اس کے حل کے لئے ہمیں بیٹھ کر اور apolitical ہو کر سوچنا چاہیے کیونکہ یہ بالکل تباہی کا راستہ ہے۔

جناب! اب ہم دوبارہ ستمبر 2022 میں آتے ہیں۔ سینیٹر زرقا سہروردی تیمور پہلے آپ اپنے لیڈر سے کہیں کہ وہ پیسے واپس لائیں۔

Mr. Chairman: No crosstalk, please.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Senator Zarqa, If you want the details, I will expose him to the end degree and by this you will be ashamed. Please do not interrupt while I am speaking.

Mr. Chairman: Senator Zarqa! No crosstalk please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ ہماری حالت ہے۔ We are talking about the most serious subject of Pakistan. We have suffered. لوگ اس کی وجہ سے مر گئے ہیں۔ ان flawed policies کی وجہ سے قیمتوں میں تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ میں کسی کو blame نہیں کر رہا بلکہ corrective actions کی بات کر رہا ہوں لیکن پھر بھی لوگ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہماری عادت ہے کہ ہم نے ہر چیز میں سیاست کرنی ہے۔ لائیں وہ 84 ارب ڈالر جو آپ نے save کیے تھے۔ I challenge you کہ ہم نے State Bank کے ذریعے کتنی interventions کی تھیں اور PTI نے کتنی کی تھیں۔ You will find the interventions higher in their term. You have done interventions of 7 to 8 billion dollars through State Bank whereas in our term it was 5 billion dollars. آپ کو لگتا ہے کہ مجھے numbers کا پتا نہیں ہے۔ جناب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ There should be order in the House. یہ سارے پارلیمانی روایات چھوڑ رہے ہیں۔ جب Leader of the House or Leader of the Opposition بولتے تو لوگ سنتے تھے۔

Mr. Chairman: Order in the House, please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: I don’t want to be political again. میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جو پچھلے 16 مہینے تھے، یہ پاکستان کی economy کو ٹھیک کرنے کے لیے تھے۔ The international powers were up in their arms using these IFIs to make Pakistan default. ان کے بعد پھر نئی حکومت نے معاہدے سے انحراف نہیں کیا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر فلک ناز! براہ مہربانی مداخلت نہ کریں۔ آپ اپنی باری پر بولیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بڑی wise باتیں ہوئی ہیں۔ اگر ان میں information gap ہے تو اسے ٹھیک کر لینا چاہیے اور ہمیں صحیح information کے ساتھ بیٹھ کر اس کا حل نکالنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک حل ہے اور وہ real and effective exchange rate ہے۔ میں خود سے یہ نہیں کہہ رہا لیکن ستمبر 2022 میں پاکستان کے real and effective exchange rate کو 199 روپے ہونا تھا اور میں بھی کہتا تھا کہ اسے 200 سے نیچے ہونا چاہیے۔ 19 May 2023 کو Bloomberg کے ایک economist نے یہ article لکھا ہے کہ Pakistan’s currency is 14% undervalued because of political instability and IMF کے ساتھ جو معاہدہ نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے نتیجے میں، آپ اگر calculate کریں تو 244 سے 250 کے درمیان اس کی real value ہے۔ آج بھی پاکستان کی کرنسی under valued ہے لیکن ہمیں مل کر اس کو take up کرنا چاہیے، monitory policy چونکہ State Bank کی ذمہ داری ہے، Exchange rate management بھی State Bank کی ذمہ داری ہے۔ پچھلے دو تین سال میں ہم نے اپنے کچھ اداروں کو مادر پدر آزادی دے دی ہے، ان کو آپ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ یہ handful of speculators ہیں۔ یہ جو تعریف کر رہے ہیں، بالکل ٹھیک تعریف کر رہے ہیں کہ ابھی کیسے ٹھیک ہوا ہے۔ وہ 99-1998 کا اسحاق ڈار کا فارمولا، وہ 2013-14 کا اسحاق ڈار کا فارمولا، یہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ آپ کی Exchange Companies کی 'سی' کیٹیگری بند ہوئی ہے، آپ کی 'بی' کیٹیگری بند ہوئی ہے، ایک کیٹیگری رہ

گئی ہے جس کی monitoring ہو رہی ہے، Do not think کہ یہ off the cuff آگیا ہے۔ اچھی بات ہے، Pakistan should do, we should all support these things. تو بات یہ ہے کہ آج بھی پاکستان کی currency under valued ہےاور میرے نزدیک اس کو مزید improve ہونا چاہیے۔

we should negotiate its real value with international institutions that real effective exchange rate is a scientific process of calculating the currency value. Let us have that currency value.

میں سمجھتا ہوں کہ REER اس کا ایک solution ہے۔ اس پر میرے ساتھی information بالکل منگوائیں، ہم اکٹھے بیٹھیں اور ہم اس کا حل نکالیں otherwise پاکستان کی economic تباہی کا devaluation major contributor ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی! Minister Sahib wind up کریں۔ جی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میڈم! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے تمام ساتھیوں نے اس پر بات کر لی ہے، دس بندوں نے بات کی ہے تو تشریف رکھیں پلیز، ابھی Minister Sahib wind up کریں گے۔ سینیٹر صاحبہ! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ خواتین اٹھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ جی وزیر صاحب، پلیز wind up کریں۔

Mr. Murtaza Solangi, Federal Minister for Parliamentary Affairs

جناب مرتضیٰ سولنگی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! شکریہ، یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ Foreign currency rate depends on demand and supply. اور نگران حکومت کے آنے کے بعد ڈالر پر بالکل دباؤ آیا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحبہ! آپ دونوں پلیز اپنی نشستوں پر چلی جائیں۔ میری آپ سے گزارش ہے، میری آپ سے humble submission ہے آپ اپنی نشستوں پر چلی جائیں۔

فوزیہ ارشد صاحبہ! پلیز اپنی نشستوں پر چلی جائیں۔ آپ آرام سے بیٹھیں اور وزیر صاحب کو بولنے دیں۔ آپ کیوں interrupt کر رہے ہیں؟ شکریہ جی۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: حکومت نے کچھ اقدامات کئے۔ Exchange Companies پر جو انتظامی اقدامات کئے ہیں ان کی وجہ سے روپے میں استحکام آیا اور پشاور اور دوسرے شہروں میں حوالہ اور ہنڈی کے حوالے سے جو کاروبار ہیں اس پر کافی حد تک قابو پایا گیا۔ اس وقت State Bank of Pakistan major structural reforms کی طرف جا رہا ہے اور خاص طور پر Exchange Companies' sectors میں خاص طور پر۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زرقا تشریف رکھیں، وزیر صاحب کو سنیں۔ اس طرح بات نہیں بنے گی۔ ڈاکٹر زرقا! میری humble submission ہے کہ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! اس ایوان کو کسی rule اور قاعدے پر چلنے دیں۔ تینوں بیٹھ جائیں پلیز تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! ابھی میں کوئی بات کروں گا تو پھر آپ لوگوں نے اس پر شور بھی مچانا ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں توقع یہی ہے کہ IMF's review جب ختم ہو رہا ہے اور ہمارے معاہدے کے مطابق دوسری tranche آئے گی تو اس کے بعد روپے کی قدر میں بہتری آئے گی اور ان اقدامات کے بعد ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن پہلے سے بہتر ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: The motion has been talked out.

جی مشاہد حسین سید صاحب! وزیر صاحب کی طرف سے اس کے لیے deferment کی گزارش آئی ہے تو اگر اس کو میں next Monday کو لگا دوں۔ وزیر صاحب نے لکھ کر بھیجا ہے کہ میں خود جواب دینا چاہتا ہوں۔ شکریہ جی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی میں سب کو وقت دوں گا۔ آپ کو نہیں سنیں گے تو اور کس کو سنیں گے۔ پہلے ایوان کا business تو چلائیں نا جی۔

Order No. 22, Honourable Senator Rana Mahmood ul Hassan, please move Order No.22.

Motion under Rule 115 moved by Senator Rana Mahmood ul Hassan for withdrawal of [The Pakistan Animal Science Council Bill, 2022]

Senator Rana Mahmood ul Hassan: Mr. Chairman! Thank you. I, Senator Rana Mahmood ul Hassan seek leave to withdraw the Bill to constitute the Pakistan Animal Science Council in Pakistan [The Pakistan Animal Science Council Bill, 2022], as introduced in the Senate on 1st August, 2022.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to withdraw the Bill is granted. Order No.23, Yes, Senator Mahmood ul Hassan, please move Order No.23.

Senator Rana Mahmood ul Hassan: I, Senator Rana Mahmood ul Hassan withdraw the Bill to constitute the Pakistan Animal Science Council in Pakistan [The Pakistan Animal Science Council Bill, 2022].

Mr. Chairman: The Bill stands withdrawn. Order No. 29, stands in the name of honourable Senator Sania Nishtar, please move the Resolution.

Resolution moved by Senator Sania Nishtar to commemorate the World Humanitarian Day

Mr. Chairman! Thank you. This Resolution is with reference to the World Humanitarian Day which falls on 19th August. I, Senator Sania Nishtar move the following Resolution which reads and I quote:-

> "The Senate of Pakistan commemorates World Humanitarian Day on August 19th and recognizes the selfless efforts of humanitarian workers and organizations

who strive to save and protect lives across the globe and to reduce human suffering;

The House also honours those frontline humanitarian workers who have lost their lives in the line of duty;

This House particularly shows appreciation for the humanitarian assistance extended to Pakistan by the global community during last year's devastating floods;

The Senate notes with alarm that humanitarian workers worldwide continue to remain vulnerable to violence and attacks, with major attacks numbering 235 in 2022 alone, including one in Pakistan, undermining the safety and security of those dedicated to saving lives and delivering assistance;

The Senate calls upon the Government of Pakistan to enhance its support for humanitarian efforts, both within its borders and beyond, through diplomatic, financial, and logistical means, in partnership with other governments and multilateral organizations; and

The Senate demands that all governments, including the government of Pakistan enhance measures to provide better security to humanitarian workers."

Mr. Chairman: Minister Sahib, is it opposed?

جناب مرتضیٰ سولنگی: ہم oppose نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین: پہلے بات کریں گی یا پہلے put کرلوں؟ ٹھیک ہے، جی سینیٹر سعدیہ پلیز۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: یہ کہا گیا ہے کہ
House shows appreciation for the humanitarian assistance extended to Pakistan by the global community.

جناب چیئرمین! یہ floods آئے، کوئی شک نہیں کہ global community نے بہت سی commitments کیں لیکن انہوں نے وہ پوری نہیں کیں۔ پاکستان ایک severe economic stress میں تھا اور پاکستان کی cotton crop بالکل ختم ہو چکی تھی۔ جو assistance آنی چاہیے تھی اور جس طرح ان کو assist کرنا چاہیے تھا، انہوں نے نہیں کیا کیونکہ پاکستان میں یہ devastation climate change کی وجہ سے ہوئی تو global community نے ایسا کوئی کردار ادا نہیں کیا جس میں پاکستان کی معیشت کی یا پاکستان کے لوگوں کی خاطر خواہ مدد ہو سکتی۔ ہاں جس چیز کو appreciate کیا جا سکتا ہے وہ پاکستان کی Charitable organizations ہیں جن میں الخدمت ٹرسٹ، سیلانی ٹرسٹ، جماعت اسلامی کے کارکن اور ان کی charitable organization نے جس طریقے سے مدد کی اور لوگوں کی مشکلات کا ازالہ کیا۔ ان کی efforts کو appreciate کرنا چاہیے۔ پاکستان کی charitable organizations نے پاکستان کے لوگوں کی مدد کی، international donor agencies نے وہ مدد نہیں کی۔۔۔

جناب چیئرمین: میڈم! International donor agencies نے بھی کافی مدد کی۔ جی۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! دوسری بات یہ کہ Pakistan has been in the forefront of humanitarian efforts everywhere in the world. پاکستان کی Rapid Response Team of the Disaster Management سب سے پہلے پہنچتی ہے۔ ہمارے بہت محدود وسائل ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان کاموں میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ Private charitable donations میں پاکستان دنیا کے صفحہ اول کے ممالک میں ہے۔ ایسا ملک جس کی معیشت بہت severe stress میں ہے۔ ان چیزوں کو بھی appreciate کرنا چاہیے۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کے لیے آپ ایوان میں قرارداد لے آئیں۔

Now I put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. Order No. 30 stands in the name of honourable Senator Talha Mahmood. Please move the resolution.

Resolution moved by Senator Muhammad Talha Mahmood regarding present situation emerging in the areas of Dasu and Diamer Bhasha dams and across the board solutions for the problems arising from that situation

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I, Senator Muhammad Talha Mahmood, move the following resolution:-

"Expressing its deep concern over the present situation emerging in the areas of Dasu and Diamer Bhasha dams; this House recommends that:

1. the locals should be recruited in the said projects as per the quota fixed for them;
2. the salary of persons working in the said projects should not be less than the minimum wages, i. e. Rupees thirty two thousand per month, as fixed by the Government in the budget for current fiscal year;
3. the labourers working in those projects should be paid at least Rs. 1500 per day as per Government policy;

4. the Government should provide compensation to all the affectees of those projects under the “chola package”;
5. The Government should take all necessary steps to utilize the amount allocated for construction of roads, schools and other facilities in the affected areas in consultation with local elders of Kohistan on merit basis;
6. necessary funds should be released and work on the Kandia valley road should be expedited and completed at the earliest; and
7. the amount fixed for welfare works should be utilized for the welfare of the people of those areas with consultation of local elders and that reasonable demands of the people should be accepted and fulfilled so that the work on those projects may be completed amicably without any hurdle.”

Mr. Chairman: Now I put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: The resolution is passed. Yes, Ali Zafar Sahib.

<u>Senator Syed Ali Zafar</u>

سینیٹر سید علی ظفر: جناب ! میں اس کو oppose کرنا چاہ رہا تھا، اس کی وجہ میری لاعلمی ہے۔ یہ dams بڑے اہم منصوبے ہیں۔ ہمارا پانی کا بحران ان پر depend کر رہا ہے کہ ہم ان میں solution ڈھونڈیں۔ یہ چیزیں جو کہی گئی ہیں، شاید درست ہوں اور شاید درست نہ ہوں لیکن

ہمارے پاس کسی قسم کے حقائق نہیں ہیں۔ ہم سوچے سمجھے بغیر ایک قرارداد pass کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بہتر یہ ہوتا کہ ہم پہلے پتا کر لیتے کہ ان issues پر حکومت کا کیا مؤقف ہے اور پھر ہم فیصلہ کرتے یا قرارداد pass کرتے کیونکہ سینیٹ کی قرارداد ایک عام چیز نہیں ہوتی۔ اسے میں simply oppose اس لیے کر رہا ہوں کہ میں ignorant ہوں کہ ان حقائق کا ان منصوبوں پر کیا effect ہوگا، اگر ہم نے یہ resolution pass کی۔ میں اس کو اس لیے oppose کرنا چاہ رہا تھا کہ تھوڑا سا تحمل سے، ہم بے شک اسے pass کریں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی وزارت اس پر جواب دے گی۔ یہ ہم اراکین کو circulate بھی کر دیں گے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! مجھے اگر ایک موقع دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی طلحہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: علی ظفر صاحب میرے لیے انتہائی محترم ہیں۔ اگر ان کو لاعلمی ہے تو پھر پڑھ کر آیا کریں۔ اتنے معزز ایوان کے floor پر اس طرح کی بات کر کے آپ نے پی ٹی آئی کی نمائندگی کی ہے اور پی ٹی آئی کے حوالے سے آپ نے oppose کیا۔ جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑا سا brief کر دوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

Senator Muhammad Talha Mehmood

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! اس وقت میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ یہ کوہستان کا علاقہ ہے، یہ وہ علاقہ ہے جہاں سے پاکستان کا مستقبل جڑا ہوا ہے۔ یہاں پر بجلی کے منصوبے ہیں۔ اس وقت ہر مہینے پاکستان کے ہر گھر میں ایک بل آتا ہے، ایک letter آتا ہے جس کی وجہ سے پورے پاکستان کے لوگ پریشان ہیں۔ وہ بل ہے بجلی کا اور وہ بل کس وجہ سے آ رہا ہے، اس لیے کہ بجلی کی cost زیادہ ہے۔ اگر بجلی کی cost کم کرنی ہے تو وہاں پر projects لگنے ہیں۔ اس project کو لگانے کے لیے دیامر بھاشا ڈیم، داسو ڈیم اور پٹن ہائیڈل پروجیکٹ، یہ اسی پٹی پر ہیں جو کوہستان کے ضلع سے گزر رہی ہے۔ ضلع کوہستان کی situation یہ ہے کہ پچھلے دنوں میں کندیا میں ایک حجرے میں بیٹھا تھا، میرے سامنے ایک بچہ دو سو فٹ کی بلندی سے پہاڑ

سے نیچے گر کر دریا میں گیا۔ ہمارے ایک گارڈ نے دریا میں چلانگ لگا کر اسے باہر نکالا۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ شاید اس کی death ہو چکی ہے لیکن الحمد للہ اسے وقت پر ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ابھی میری اطلاع کے مطابق وہ بچ گیا ہے۔

جناب! وہاں زندگی سسک رہی ہے، سڑک نہیں ہے، پل نہیں ہے، صحت اور تعلیم کے مسائل ہیں۔ عورتوں کو لکڑیوں سے باندھ کر پہاڑوں سے نیچے لایا جاتا ہے اور ان کو ایبٹ آباد، راولپنڈی اور پشاور کے ہسپتالوں میں پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت کندیا، ڈوبیر، ڈنولیا، کیال، سیو، پٹن کے درے، زدکڑ، اترنالہ، یہ سارے علاقے بند رہے ہیں اور اپنی مدد آپ کے تحت کھولے گئے ہیں، اپنے طور پر سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ یہ اتنے اہم علاقے ہیں، میں نے اس قرارداد میں ذکر کیا ہے کہ ان کے welfare کے پیسے اس وقت واپڈا کے پاس پڑے ہیں۔ وہ پیسے لگائیں، انہوں نے وہ پیسے ابھی تک کیوں نہیں لگائے؟ انہوں نے ایک مسجد میں اور کچھ چھوٹے موٹے کام کیے جبکہ اس وقت اربوں کی رقم ان کے پاس پڑی ہے۔

میں نے کیا کہا ہے، میں نے کہا ہے کہ 32,000 روپے اس وقت minimum wage ہے۔ وہ minimum wage ان کو ملنی چاہیے یا نہیں؟ بالکل ملنی چاہیے، اس سے زیادہ ملنی چاہیے۔ غاروں کے اندر ان سے کام کرایا جاتا ہے، پہاڑوں میں ان سے کام کرایا جاتا ہے اور ان کو ایسی جگہوں پر کام کرایا جاتا ہے جہاں ان کو جان کا خطرہ ہے اور آپ ان کو روزانہ کے حساب سے 900-1200 روپے دیتے ہیں جبکہ 1300 حکومت کی طرف سے ہے، میں کہتا ہوں کہ 1500 روپے یا 2000 بھی ان کو دیں تو کم ہے۔ میں نے اس قرارداد میں کہا ہے کہ ان کو chola package کے پیسے دیں۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دیا گیا، لوگوں کو گھروں سے نکال کر باہر کیا گیا۔ ان کے گھروں کو مسمار کر کے وہاں ڈیم بن رہے ہیں۔ جب ان کے گھروں کو مسمار کر رہے ہیں تو ان کو compensation نہیں دینی؟ ان کو compensation نہیں دی گئی۔

آپ کی اطلاع کے لیے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ چار ماہ سے داسو کے مقام پر لوگ سڑک پر بیٹھے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کیا ان غریبوں کو کوئی نہیں پوچھے گا؟ کیا ان کی زندگی اسی طرح سسک سسک کر گزرے گی؟ یہ وہ علاقہ ہے جہاں سی پیک کا گیٹ ہے، معدنیات کے پہاڑ ہیں، سیاحت

کے لیے بہترین دریا، آبشار، چشمے ہیں۔ وہاں کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ hydel projects بن جاتے ہیں تو بجلی سستی ہو گی۔ اس کا فائدہ کوہستان کو ہوگا یا پورے پاکستان کو ہوگا؟ ان لوگوں کے مسائل کو حل کریں۔ ایک مرتبہ وہاں میں راستے میں آرہا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ سڑک بند ہو گئی ہے، وہ اس لیے کہ لوگوں نے پہاڑ سے ملبہ گرایا اور نو افراد اس ملبے کی زد میں آ گئے۔ جناب! کرن، توتی، الیل، جامرہ، بگودرہ، پرتی، جبریال، کولئی پالہ، بٹنگی، مہرین، شرہ کوٹ، پارو، یہ ان جگہوں پر جا کر دیکھیں۔ میں ابھی پچھلے دنوں گیا ہوں۔ ایک گاڑی وہاں سے نیچے گری ہے، اس کے نتیجے میں پانچ افراد دریا میں گر گئے ہیں۔ ایک گاڑی کھائی میں گر گئی ہے، اس میں چھ آدمیوں کی اسی وقت death ہو گئی ہے۔ میں ابھی پٹن کے علاقے میں گیا، ایک گھر میں دعا کی، میں نے ان سے پوچھا کیا ہوا تھا؟ اس نے کہا میں اور میرا بھائی دونوں پہاڑ سے جا رہے تھے، وہاں پر بارش ہو گئی، میرا بھائی نیچے گرا، میں اپنے بھائی کو بچانے کے لیے نیچے گیا، اس وقت وہاں پر بارش اور برف باری ہو رہی تھی، میں اپنے بھائی کے اوپر لیٹ گیا اور ان کو کچھ گھنٹوں بعد وہاں سے لوگوں نے آ کر نکالا۔ اس وقت تک اس کا ایک بھائی مر چکا تھا۔ کیا یہ مرنے کے لیے کر رہے ہیں؟ یہ آپ کا مستقبل ہے، اس کے لیے آپ کو وہاں پر کام کرنا چاہیے۔ میں نے بگڑو نالا میں بندے بھیجے، نالے میں تین بچے ڈوب گئے تھے۔ میں پچھلے ایک دو سال پہلے اس علاقے میں ایک جگہ بر تھی ہے، میں وہاں پر گیا، اس میں چوبیس عورتیں اور مرد دریا میں بہہ گئے تھے، آج تک ان کی لاشیں نہیں ملیں۔ آپ نے 2022 میں social media پر سیلاب دیکھا ہوگا، وہاں پر پانچ بچے چیخ رہے تھے، ان کو کوئی بچانے والا نہیں تھا، صرف ایک بچے کو بڑی مشکل سے کھینچ کر نکالا گیا اور چار بچوں کی death ہو گئی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر انہوں نے جو social war declare کی ہوئی ہے کہ اتنا پیسا، اتنے ارب روپے ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں، یہ وہاں پر اتنے ارب روپے لگائیں، وہاں پر پل نہیں ہیں، اگر اس کی PTI مخالفت کرتی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ ایک المیہ ہے۔

Mr. Chairman: The matter has been resolved. Yes, Senator Syed Ali Zafar.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! اس کو oppose نہیں کر رہا، اس کو oppose کرنے کی بات نہیں، میں تو سننا چاہ رہا تھا کہ ان کے کیا points ہیں اور میں یہ کہنا چاہوں گا حکومت سے پوچھیں کہ یہ چیزیں کیوں نہیں فراہم ہو رہی ہیں؟ Resolution تو اپنی جگہ۔۔۔

جناب چیئرمین: Resolution بھیج دیں، Government اس کا جواب دے گی، کیا ہو رہا ہے؟

سینیٹر سید علی ظفر: وہ تو آپ نے بھیج دیا بڑا اچھا کیا لیکن میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس کو follow-up کرتے ہیں، یہ بڑا important ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر سید علی ظفر: ہمیں اس کو follow-up کرنا چاہیے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہ رہا تھا، وزیر صاحب اس وقت موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: ہم اس پر Minister on Water Resources سے پوچھیں گے۔

Honourable Senator Senator Sania Nishtar, please move Order No.31.

Motion under Rule 278 moved by Senator Sania Nishtar regarding substitution of Rule 185 of the Rules of Procedures and Conduct of Business in the Senate, 2012

Senator Sania Nishtar: Thank you Mr. Chairman for giving me the floor on this very important Subject.

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آپ کو اس کا تھوڑا سا پس منظر بتا دوں۔

جناب چیئرمین: جی briefly بتائیں۔

سینیٹر ثانیہ نشتر: جناب چیئرمین! یہ جو rules میں amendment کی proposal ہے، یہ Rule 185 سے متعلق ہے جو conflict of interest کے بارے میں ہے، جو existing iteration of the rule ہے، وہ کچھ یوں ہے:

"A Chairman or a member of the Committee who has any personal or pecuniary interest in a matter under consideration of the Committee shall not sit in such meetings of the Committee."

یہ اس کی existing language ہے جس میں disclosure کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔ Conflict of Interest جو ہوتا ہے اس کا اردو میں ترجمہ ہے مفادات کا تصادم یعنی کسی decision maker کا، کسی public office holder کا، کسی وزیر کا، کسی سیکریٹری کا، کسی بورڈ ممبر کا یا کسی board trusty کا ایک public interest ہو اور ایک private interest ہو اور یہ خدشہ ہو کہ جو private interest ہے وہ public interest پر حاوی آسکتا ہے، اس کو conflict of interest کہتے ہیں اور اس کی کئی مثالیں ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک سیکرٹری ہے، اس نے ایک procurement decision کرنا ہے، مگر سیکرٹری کا بھائی یا بیٹا بھی اس tender میں شامل ہو۔ سیکرٹری کا جو public interest ہے وہ تو یہ ہے کہ tender best quality and lowest price پر ہو مگر اس کا private interest یہ ہے کہ اس کے بھائی یا بیٹے کو فائدہ ملے۔ اس کی ایک اور example یہ ہو سکتی ہے کہ privatization ministry میں ایک minister ہے اور ان کی کسی asset sale پر decision making کی authority ہو، final word ہے مگر وہ اس company کے board member بھی ہیں جنھوں نے اس asset sale کے لیے bid کیا ہوا ہے تو ایسے وزیر کا جو public interest ہے وہ تو یہ ہے کہ ملک کے لیے best terms پر privatization ہو، ملک کے لیے زیادہ سے زیادہ revenue آئے اور private interest یہ ہے کہ کمپنی کو فائدہ ہو، سب سے relaxed terms پر فیصلہ ہو کم سے کم قیمت ادا کی جائے۔ ایک اور example ایک سیکرٹری کی ہو سکتی ہے جو hiring کر رہے ہیں مگر ان کی بیٹی she is also in the run تو ان کا public interest تو یہ ہے کہ most qualified person کو لیں اور ان کا private interest یہ بھی ہے کہ ان کی بیٹی کو فائدہ ہو اور سینیٹ کی

proceedings کے حوالے سے جو relevant example یہ بن سکتی ہے کہ Health Committee کے پاس private medical colleges کے حوالے سے کوئی complaint آئی ہے مگر کسی ممبر صاحب یا صاحبہ کا کسی private medical college میں کوئی stake ہے تو ان کا public interest تو یہ ہے کہ private medical colleges پر strict سے strict regulation ہو اور زیادہ سے زیادہ public oversight ہو، fee کم سے کم ہو، students کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے یہ public interest ہے but ان کا private interest یہ ہے کہ medical college کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو، fees زیادہ سے زیادہ ہوں، terms and conditions کم سے کم ہو۔ میں صرف مثال بتا رہی ہوں کہ conflict of interest کس کو کہتے ہیں۔

Mr. Chairman, let me explain because I know this is a very highly charged subject and a lot of people will speak about it. The existence of conflict of interest does not mean that impropriety has occurred, the existence of conflict of interest means that certain measures need to be taken, certain policy frameworks need to be put in place so that we hedge against the risk of impropriety.

اب اس کے to hedge against these risks دو اقسام کے models ہوتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ثانیہ نشتر: میری بات پہلے سن لیں... I know this is a very highly

جناب چیئرمین: جی جی پلیز۔

سینیٹر ثانیہ نشتر: ایک model یہ ہے کہ prohibition model یعنی اگر conflict of interest ہے تو آپ کمیٹی میں نہیں بیٹھ سکتے، آپ چیئرمین نہیں ہو سکتے، یہ prohibition model ہے مگر... everybody realizes

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی ثانیہ پلیز۔

سینیٹر ثانیہ نشتر: مگر people understand, in the public policy sphere that the prohibition model is unsustainable اور اس کے لیے ایک disclosure model ایجاد ہوا ہے کہ ٹھیک ہے اگر آپ کا conflict of interest ہے تو that does not mean کہ آپ نے کوئی غلط فیصلہ کرنا ہے۔ اگر آپ کمیٹی کو چیئر کر رہے ہیں اور آپ کا کسی commercial entity میں بھی stake ہے جس کے بارے میں فیصلہ آنا ہے تو ضروری نہیں کہ آپ غلط فیصلہ کریں گے، مگر اس کے لیے disclosure لازمی ہے۔ I think it is very important to understand the disclosure model اور جو ہمارا existing Rule 185 ہے اس میں disclosure کی کوئی space نہیں ہے۔ So that is the background of the proposed amendments to the rules. میری یہ التماس ہوگی کہ یہ national interest کی چیز ہے اس کو ذرا کھلے دل سے دیکھیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے move کریں۔

Senator Sania Nishtar: Thank you Mr. Chairman, I seek leave under sub-rule (4) of Rule 278 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, to move that for Rule 185 of the said Rules, the following shall be substituted;

The proposed amendment to covenant 185(1);

“(1) that a Chairman or a Member of the Committee shall be personally responsible for submitting a declaration of financial or personal interests or in case of having no such interests, a declaration of having no financial or personal interest in the matters falling within the jurisdiction of the Committee to the Chairman Senate before the first meeting of the Committee, which shall be recorded by the Secretary Senate in the 'Conflict of interest Register.”

Corridors میں بہت سن رہی ہوں کہ ہمیں سیکرٹری کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا، ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے، آپ paper دیں۔

جناب چیئرمین: میڈم یہ تو ہمارے پاس ہیں، میں ابھی اسے ایوان میں کمیٹی کے لیے put کرتا ہوں، ٹھیک ہے؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بس آپ کی بات ہو گئی ہے، Let me put it, just a minute, بس آپ نے کر دیا میں put کرتا ہوں۔

سینیٹر ثانیہ نشتر: اگر میں پورا پڑھ لوں؟

جناب چیئرمین: میڈم آپ نے تو پہلے بتا دیا وہی بات ہے۔

سینیٹر ثانیہ نشتر: اگر میں language پڑھ لوں؟

جناب چیئرمین: جی پڑھ لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میڈم پہلے ان کو تو complete کرنے دیں جس کا move کر رہی ہیں۔

Senator Sania Nishtar: The 2nd proposed covenant to Rule 185 read as follows:

> “(2) The declaration of financial interests shall contain the following information, which shall be provided in a precise manner.

(2a) the Member's occupation or occupations during the three-year period before he or she took up office with the Senate, and his or her membership during that period of any boards or committees of companies, non-governmental organisations, associations or other bodies established in law;

(2b) any regular remunerated activity which the Member undertakes alongside the exercise of his or her

office, whether as an employee or as a self-employed person;

(2c) membership of any boards or committees of any companies, non-governmental organisations, associations or other bodies established in law, or any other relevant outside activity that the Member undertakes, whether the membership or activity in question is remunerated or unremunerated;

(2d) any occasional remunerated outside activity

(Interruption)

Mr. Chairman: Order Please.

Senator Sania Nishtar: Activity (including writing, lecturing or the provision of expert advice);

(2e) any holding in any company or partnership, where there are potential public policy implications or where that holding gives the Member significant influence over the affairs of the body in question; and

جناب چیئرمین: یہ تو محسن عزیز صاحب فارغ ہو گئے۔آگے بتائیں۔

Senator Sania Nishtar: (2f) any other financial interests which might influence the performance of the Member's duties.

جناب چیئرمین: شیری صاحبہ بھی فارغ ہو گئیں۔آگے چلیں۔

Senator Sania Nishtar: Number 3, the Chairman or a Member of the Committee shall inform the Chairman Senate of any changes that have an influence on their declaration by the end of the month following each change occurring.

Number 4, the Chairman or a Member of the Committee who has any personal or pecuniary interest in a matter …

جناب چیئرمین: علی ظفر صاحب بھی فارغ ہو گئے۔

Senator Sania Nishtar: In a matter under consideration of a Committee shall not sit in such meetings of the Committee.

Number 5, a Member shall not use …

جناب چیئرمین: کامران مرتضیٰ صاحب بھی گئے۔

Senator Sania Nishtar: Shall not use his or her position as a Member to influence a decision of another person …

جناب چیئرمین: سیف اللہ ابڑو صاحب بھی گئے۔

Senator Sania Nishtar: Another person so as to further the Member's private interests or those of a Member of his or her family, or to improperly further another person's or entity's private interests.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر ہمایوں صاحب تو آج سے سیدھا جیل گئے۔

Senator Sania Nishtar: Number 6 …

(Interruption)

Mr. Chairman: Order please.

Senator Sania Nishtar: A Member shall not use information obtained in his or her position as a Member of the Committee that is not generally available to the public to further the Member's private interests or those of a Member of his or her family, or to improperly further another person's or entity's private interests."

Mr. Chairman, this is the test of the Senate today. If we are interested in the public interest, transparency and good governance, we should not be ridiculing something like this.

جناب چیئرمین: جی میڈم! پلیز تشریف رکھیں۔

Honourable Senator Sania Nishtar has sought leave under sub-rule (4) of Rule 278 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, to move that Rule 185 of the said Rules may be substituted. The question is that whether the member has the leave of the Senate to move the amendment, or not.

(Interruption)

جناب چیئرمین: نہیں، آپ دیکھیں نا۔ محسن صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ایک منٹ تشریف تو رکھیں۔ محسن صاحب! میں پہلے اس کو ۔۔۔ محسن صاحب! چیئرمین کو تو سن لیں پہلے۔ آپ کی سب سے بڑی یہی مشکل ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں جی، میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو کمیٹی میں جانے دیتے ہیں۔ Discussion وہیں ہو جائے گی۔

Let it go to the Committee.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ جو ہماری rules والی کمیٹی ہے، اس میں جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب واپس آئے گا تو پاس ہوگا۔ ابڑو صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پورا سینیٹ ماننے کو تیار نہیں ہے، شیری صاحبہ سوائے آپ کے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کمیٹی میں صرف discussion ہوگی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔ ابھی یہ قانون سازی نہیں ہو رہی ہے۔ کمیٹی میں جانے دیں۔ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں کس کو بولنے دوں یہ آپ لوگ پہلے فیصلہ کر لیں۔ پہلے سن لیں جی۔ تشریف رکھیں ایک دفعہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: House اس کو کمیٹی میں بھیجنا چاہ رہا ہے یا نہیں؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں؟ لیڈر آف دی ہاؤس کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ جی، محترم لیڈر آف دی ہاؤس۔ حاجی صاحب! تشریف رکھیں۔ محسن صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

<u>Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House</u>

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! میں گزارش کروں گا کہ I think we should proceed in accordance with the rules of business and procedure جس کے ہم سب پابند ہیں۔ آپ نے ووٹ کروایا ہے۔ اگر کوئی زیادہ demand کرے تو counting کروا لیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں۔ .let us play on principles یہ fair بات ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں پھر سے ووٹ کرواتا ہوں۔ ایک منٹ صبر کریں جی۔ اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(The motion was negatived)

جناب چیئرمین: جی محسن صاحب۔ اب یہ chapter ختم ہو گیا۔ یہ close ہو گیا ہے جی۔ جناب طاہر بزنجو صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کو دیتا ہوں۔ محسن صاحب! اس کے بعد آپ کو دے رہا ہوں۔ تشریف رکھیں .please تشریف رکھیں۔ میڈم آپ کو دیتا ہوں۔ آج آپ بھی بولنا چاہ رہی ہیں؟ اللہ خیر کرے پھر۔ .Order in the House please جی سینیٹر طاہر صاحب، آپ بولیں۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: محسن بھائی مجھے آپ کی توجہ چاہیے۔ میڈم مجھے آپ کی توجہ چاہیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میڈم آپ تشریف رکھیں۔ میڈم House کے ووٹ کی مرضی ہے۔ You don't agree with the House? جی طاہر بزنجو صاحب۔

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب میں کیا کروں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر زرقا صاحبہ please تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ میری گزارش ہے کہ تشریف رکھیں۔ سینیٹر زرقا! یہ تو House کی مرضی ہے، میں تو ووٹ کروا چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں .please میں تو آپ کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اگر فائدہ نہیں ہے تو آپ resign کر دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب no interference آپ تشریف رکھیں سینیٹر سیمی ایزدی۔ جی سینیٹر طاہر صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Tahir Bizinjo regarding the alleged killing of a person under the custody of CTD in Turbat, Balochistan

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں ایک نہایت اہم واقعے کے حوالے سے آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ یہ بالاچ بلوچ کے لواحقین گزشتہ پانچ دن سے تربت میں ان کی میت کے ساتھ احتجاجی دھرنے پر ہیں۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد، خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد اور political activists بھی ان کے ساتھ دھرنے میں موجود ہیں۔ جناب ان کے اہل خاندان کا کہنا ہے کہ .he was killed in custody مجھے آپ تمام کی توجہ چاہیے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ابڑو صاحب، سینیٹر تنگی صاحب، سیف اللہ صاحب please تشریف رکھیں۔ جی

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: .He was killed in custody جناب وہ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ ?he was killed in custody کیونکہ وہ انتیس اکتوبر سے CTD کی تحویل

میں تھا۔ اور جن کو اکیس نومبر کو عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ میڈیا کے مطابق اور میری اپنی بھی اطلاعات ہیں کہ سیشن جج نے CTD کے افسران کے خلاف FIR درج کرنے کا حکم دیا جو تا حال درج نہیں ہوئی۔ ان کے لواحقین کا یہ کہنا ہے کہ اگر CTD کے افسران کے خلاف FIR درج نہیں ہوتی تو وہ تب تک لاش کے ساتھ دھرنے میں بیٹھے رہیں گے۔ آپ کا پورا تربت شہر سراپا احتجاج ہے، کاروبار بند ہیں، جلسے اور جلوس ہیں۔

جناب! ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ ان کے خلاف FIR درج کی جائے اور اس دردناک واقعہ کی عدالتی تحقیقات کی جائیں۔ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے اور میں قائد حزب اختلاف اور لیڈر آف دی ہاؤس سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس ضمن میں اپنا کردار ادا کریں اور ان کے لواحقین کو انصاف ملنا چاہیے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر منظور احمد صاحب۔

Point of Public importance raised by Senator Manzoor Ahmad regarding the black sheep in the Police department

سینیٹر منظور احمد: جناب! آپ کا شکریہ۔ ریاست ماں کا درجہ رکھتی ہے اور ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال اور چادر اور چار دیواری کی محافظ ہوتی ہے۔۔ جناب! چند ایسے واقعات ہیں جب ہم لوگوں کے حوالے سے یہ دیکھتے ہیں، ابھی جیسے ایک واقعہ بزنجو صاحب نے بیان کیا۔ جناب! اگر میں کوئٹہ اور بلوچستان کی بات کروں تو چند ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جو police department سے related ہیں۔ ایک واقعہ گل منڈی تھانے کا ہے، نصیب اللہ اچکزئی ایک مزدور پیشہ انسان تھا، رنگ کرنے والا تھا، اس کی عمر بھی کم تھی۔ پولیس ناکے پر تھی، نہیں تھی یا جو بھی تھا، انہوں نے اس بچے کو شہید کیا، اس کی شہادت کے بعد اس کو civil hospital لے گئے اور ان کے لواحقین کو call کی گئی کہ آپ کا بچہ ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔ لواحقین جب اپنے بچے کے لیے آئے، انہوں نے اس بچے کو دیکھا اور پولیس سے پوچھا گیا تو پولیس نے کہا کہ ہم نے اس کو روکنے کا اشارہ کیا لیکن یہ نہیں رکا تو اس پر fire کیا گیا جب بچے کو دیکھا تو بچے کو سامنے سے گولی لگی ہوئی تھی،

پیٹھ پر گولی نہیں لگی ہوئی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ پولیس ہماری محافظ ہے، ہماری جان و مال اور چادر چاردیواری کے حوالے سے محافظ ہے۔

جناب! اس کے ساتھ ساتھ ایک واقعہ نوشکی کا ہے، جہاں پر چادر اور چاردیواری کی پامالی ہوئی اور وہاں پر ایک خاتون کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح ایک واقعہ قندھاری بازار بخاری سینٹر میں ہوا جس میں ڈکیتی ہوئی اور جو لوگ پکڑے گئے ہیں تو وہ لوگ پولیس والے تھے۔ ہم خوش ہیں کہ ہمارے محافظ کھڑے ہیں، ہمیں پتا نہیں ہے کہ اس وردی میں ڈاکو بھی موجود ہیں، کوئی ایس ایچ او کا بھائی ہے تو ایک ڈی ایس پی کا بیٹا ہے۔ جناب! اس سے پہلے بہت سے واقعات ہوئے ہیں، ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ تھانے میں جو ملزم تھا اور جو پکڑا گیا تھا، اس کو مارا گیا، اس کو شہید کیا گیا لیکن ایس ایچ او یا ڈی ایس پی اور سب انسپکٹر کے لیے ایک inquiry conduct کر دیتے ہیں، اس کے بعد نہ کوئی inquiry ہوتی ہے اور نہ اس کا کچھ ہوتا ہے، ان کو دوبارہ ایک اچھی جگہ پر posting بھی مل جاتی ہے۔

جناب! میں اس کے ساتھ ساتھ ایک کراچی کا واقعہ بیان کروں کہ عمیر ڈی ایس پی ڈکیتی کی بہت سی وارداتوں میں ملوث ہے جو پکڑا گیا ہے۔ ہم یہاں پر کہتے ہیں کہ اس ایس ایچ او کو اس علاقے کے کسی ڈاکو کا پتا نہیں ہے، کسی چور کا پتا نہیں ہے؟ جتنی چوریاں اور ڈکیتیاں ہوتی ہیں، سب کو پتا ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خدانخواستہ! تمام police department کے لوگ برے ہیں، ان میں بہت اچھے officers بھی ہیں، اس میں بہت ایمان دار officers بھی ہیں لیکن اس میں زیادہ تر کالی بھیڑیں بیٹھی ہوئی ہیں، ان کو عبرت کا نشان بنانا چاہیے۔ ہم اگر ان کو عبرت کا نشان نہیں بنائیں گے تو یہ چیزیں اور بھی آگے جائیں گی جو کہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ اسی طرح بہت سی چیزیں اور وارداتوں میں پولیس ملوث پائی گئی ہے۔ کیا انہوں نے ان کی کوئی روک تھام کی ہے؟ ہمارے سامنے آج تک کچھ نہیں آیا، ان کو دوبارہ promotions بھی مل جاتی ہیں۔

جناب! پولیس میں ایک واقعہ ایسا بھی آیا کہ ایک police officer نے DPO کا charge لیا، وہ اس کو enjoy کرتا رہا لیکن جب promotion کا وقت آیا تو پتا چلا کہ اس کی ڈگری جعلی ہے یعنی وہ چالیس سال سے عہدے کو enjoy کرتا رہا، اس کی facilities enjoy کرتا رہا۔ ہمارا ایک عجیب system ہے، ہمارا جو Act ہے، اس میں ترمیم کرنی چاہیے۔ جناب! کچھ

اور واقعات ہیں کہ اسلام آباد میں دو ہوٹل ہیں، ایک Alison کے نام سے ہوٹل ہے، جہاں پر منشیات بیچی جاتی ہے، جہاں پر ہمارے بچے جاتے ہیں۔ F-10 میں ایک Barasti restaurant کے نام سے ہے، اس میں بچے جاتے ہیں، اس میں تمام drugs ملتی ہیں۔ کیا پولیس اس لیے بیٹھی ہوئی ہے؟ اس کی سرپرستی کرتی ہے، ہم اپنی نئی نسل کے ساتھ کھلواڑ کریں۔ یہ ہمارا انصاف ہے، ہمارا یہ police department ہے، ہمارے یہ محافظ ہیں؟ جناب! یہ ڈاکو ہیں۔ یہاں پر بات کرتے ہیں کہ پنجاب میں جو پشتون آئے گا، اس کے لیے ایک certificate جاری ہوگا تب وہ پشتون یہاں کا لوکل ہوگا اور پاکستان کا شہری ہوگا، ہم نے ایک اور دھندا چلوا دیا ہے۔ ان لوگوں پر پہلے بھی عذاب تھا، اب 40 and 20 ,10 ہزار روپے دیے جائیں گے اور ایک نیا کاروبار کھلے گا۔

جناب! میں اسی طرح سندھ کی بات دوبارہ کروں تو وہاں پر بھی پشتون رہتے ہیں، وہاں پر پشتون آتے ہیں، ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے، وہ بھی سب کو پتا ہے۔ وہاں پر پولیس جو پشتونوں کے ساتھ کر رہی ہے یا بلوچوں کے ساتھ کر رہی ہے یا پنجابی یا جس کے ساتھ کر رہی ہے۔ وہاں پر کچھ علاقے ہیں، وہاں پر تمام ڈاکو سرعام پھرتے ہیں، انہوں نے پولیس چوکیوں کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ جناب! پولیس اور ڈاکوؤں کا سب کو پتا ہے، ہم اس پر کیوں خاموش ہیں؟ اسی طرح میں دوبارہ چمن کی بات کروں، بارڈر کی بات کروں، تفتان کی بات کروں۔ جناب! یہاں پر تیل کی بات ہوئی، ٹینکر اور پٹرول کی بات ہوئی، یہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم نے کہا کہ ہم ان کو بند کریں گے لیکن ہم نے کوئی fuel بند نہیں کیا، ہم نے کوئی petrol بند نہیں کیا۔ یہ ہوا ہے کہ ہم نے اس کا صرف دام بڑھا دیا ہے، پہلے وہ ٹینکر 10 ہزار روپے کا تھا تو اب وہ ٹینکر 25 ہزار روپے کا آ رہا ہے۔ جناب! ہم صرف یہ کہتے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Senator Sadia Abbasi please. I think, everyone will hear honourable Senator Sadia Abbasi please.

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب! میں مانسہرہ کے incident پر بات کرنا چاہتی ہوں جس کی خبر آج اخباروں میں آئی ہے لیکن سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب کوئی بات کرنا چاہتے، وہ پہلے بات کرلیں، میں پھر بات کرلوں گی۔

Mr. Chairman: Honourable Leader of the House please.

<u>Point of Order raised by Senator Mohammad Ishaq Dar regarding amendment proposed to the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012</u>

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! آپ کا شکریہ۔ میری یہ گزارش ہے کہ both sides of the House ہم سب ذمہ دار ساتھی ہیں۔ یہ Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012 ہے۔ ہم اس میں آناً فاناً یہ کہیں کہ میں ایک amendment لاؤں، parachute ہو اور پھر اس کو آناً فاناً pass کر لیا جائے تو یہ مناسب رویہ نہیں ہے، نمبر ایک۔

جناب! میں last item کی بات کر رہا ہوں، اس پر ایک اصولی Treasury Benches نے Noes کہا۔

جناب چیئرمین: جناب! حزب اختلاف side نے even Noes کہا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی، Ayes کسی نے نہیں کہا، مجھے کوئی آواز Ayes کی نہیں آئی۔ To be fair جو subject ہے، وہ بڑا sensitive ہے، وہ بڑا important ہے اور ہم سب ذمہ دار لوگ ہیں اور ہمیں ذمہ داری کے ساتھ اسے seriously لینا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Business Item No.31 کی fate تو ٹھیک ہو گئی کیونکہ ہم میں سے کسی کو بھی expect نہیں کرنا چاہیے کہ ہم کوئی amendment لائیں، یہاں table کریں اور پھر all of a sudden وہ اس کتاب کا حصہ بن جائے۔ After all اس پر بہت عرق ریزی ہوئی ہے، بہت وقت لگا ہے، جہاں ہم آج پہنچے ہیں، اس پر دہائیاں لگی ہیں۔ میری ایوان سے یہ گزارش ہے کہ آپ conflict of interest کے subject پر ایک کمیٹی بنا دیں جس میں equal members, four or six from Treasury Benches and Opposition سے ہوں اور وہ اسے دیکھیں۔ اس میں وکلا کو بھی ڈالیں، businessmen کو بھی ڈالیں۔ یہ اچھی بات ہے کیونکہ کون چاہے گا کہ conflict of interest ہو لیکن ہم سب کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ Rules of the Business کے تحت ہم business

normal کریں، یہ نہ کریں کہ میرا item ہے تو آپ اسے پاس کریں اور یہ اس کتاب کا حصہ بن جائے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ اس کا جو fate ہوا ہے وہ بالکل ٹھیک ہوا ہے۔ I think the Treasury Benches responded very well اور ابھی میری ایوان سے گزارش ہو گی کہ اگر آپ سب اتفاق کریں تو equal members from both sides اور انہیں ایک ماہ یا پندرہ روز کا وقت دے دیں کہ وہ یہاں پر joint report لے آئیں اور اس کے بعد اگر آپ نے changes کرنی ہیں تو ضرور کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر سعدیہ صاحبہ۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں، جی سینیٹر سعدیہ صاحبہ۔

Point of Public Importance raised by Senator Saadia Abbasi regarding honour killing of a girl in Mansehra

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ، جناب چیئرمین! آج کی اخباروں میں آیا ہے کہ مانسہرہ میں ایک جرگے نے in the name of honour killing ایک لڑکی کو مار دینے کا حکم دیا اور اس بچی کو مار دیا گیا ہے۔ یہ انتہائی افسوس ناک اور شرم ناک واقعہ ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے اور اسی طرح سے ہوا ہے تو اس بارے میں ہم سب کو سوچنا چاہیے۔ حکومت کو ہمیں جواب دینا چاہیے کہ ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا ہے تو جنہوں نے یہ crime commit کیا ہے کیا ان کے خلاف کوئی action لیا گیا ہے یا نہیں لیا گیا۔ کیا انہیں گرفتار کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا ہے؟ کیونکہ جتنا اس کی condemnation ہو وہ کم ہے۔ خواتین کو تشدد کا نشانہ بنانا نہ صرف انتہائی افسوس ناک بلکہ ایک بدترین کام ہے جو کسی معاشرے میں ہو۔ اس لیے جناب چیئرمین اس بابت آپ حکومت سے جواب لیں اور ہمیں اگلے اجلاس میں اس کے بارے میں آگاہ کریں کہ کیا action لیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! خیبر پختونخوا حکومت سے اس بابت جواب لے لیں۔

I will now read out the prorogation order received from the President.

> "In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 54 of the Constitution of

the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its business on Monday, the 27th November, 2023.

Sd/-
(Dr. Arif Alvi)
President
Islamic Republic of Pakistan”

[The House was then adjourned sine die]

Index

Mr. Murtaza Solangi 3
Senator Dilawar Khan 8, 9
Senator Kamran Murtaza 38
Senator Mohammad Ishaq Dar 52, 58
Senator Mohsin Aziz 4, 7
Senator Rana Mahmood ul Hassan 10, 61, 62
Senator Samina Mumtaz Zehri 3, 4, 6, 8, 23
Senator Sania Nishtar 10, 62, 70, 73, 74, 75, 76
جناب مرتضٰی سولنگی 3, 4, 5, 6, 7, 8, 9, 21, 34, 60, 61, 63
سینیٹر محمد طاہر بزنجو 79
سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہرتاج روغانی 24
سینیٹر ثانیہ نشتر 10, 11, 70, 72, 73, 74
سینیٹر ثنا جمالی 31
سینیٹر دلاور خان 9, 15, 47, 48
سینیٹر دنیش کمار 45
سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان 44, 45
سینیٹر ڈاکٹر خالدہ سکندر میندھرو 32
سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور 5, 6, 19, 26, 28, 35, 38
سینیٹر سعدیہ عباسی 64, 82, 84
سینیٹر سید علی ظفر 28, 66, 70
سینیٹر فوزیہ ارشد 29
سینیٹر کامران مرتضٰی 38
سینیٹر محسن عزیز 4, 5, 7, 41, 46
سینیٹر محمد اسحاق ڈار 52, 58, 59, 83
سینیٹر محمد ہمایوں مہمند 48, 51
سینیٹر منظور احمد 9, 80
سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری 16, 18
سینیٹر ہدایت اللہ 20
سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری 21
سینیٹر محمد طلحہ محمود 65, 67